محدّث

دار التالیف والترجمہ ریوڑی تالاب بنارس

★

عدد مسلسل ۷۷ ◎ ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ ◎ جون ۱۹۸۹ء

AsliAhleSunnet.com

ماہنامہ

محدث

بنارس

جلد نمبر ۷	جون ۱۹۸۹ء ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ	شمارہ نمبر ۶

مدیر

عبدالوہاب حجازی

پتہ

دارالتالیف والترجمہ
بی ۱۸/۱ جی ریوڑی تالاب
وارانسی ۲۲۱۰۱۰

بدلِ اشتراک
سالانہ تیس روپئے فی پرچہ تین روپئے

اس شمارہ میں

درس قرآن — ابوازہر مدنی — ۲

درس حدیث — ابواسعد مدنی — ۴

قرآنی توحید مساوات کا فطری ضابطہ ہے۔ عبدالوہاب حجازی — ۶

حدیث رسول اور مسلک اہلحدیث۔ مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری — ۱۱

نذر ونیاز اور بزرگان دین کا وسیلہ۔ تنظیم اہلحدیث لاہور — ۱۹

مولانا ڈاکٹر مصلح الدینؒ ، وحید الزماں مدرس جامعہ عبداللہ پور — ۲۵

برصغیر پاک و ہند کے چند تاریخی حقائق۔ مولانا محمد اسلم سیف فیروزپوری — ۲۹

عورت کے چہرے کا پردہ؟ ہارون رشید صدیقی — ۳۴

تخریج صلوٰۃ الرسول۔ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری — ۴۲

لفظ تکہ کے متعلق ایک اہم اعلان — ۴۵

آہ! زہرا بتولؒ صفحہ ۴۶، شعبۂ قرآن کا افتتاح — ۴۸

کتابت اثری غازیپوری

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درس قرآن

ابو زھیر بن امام مہدی المدنی

قال اللہ تعالیٰ: فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما۔

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہانتک کہ اپنے باہمی اختلاف میں آپ کا فیصلہ نہ مان لیں پھر آپ جو فیصلہ فرمادیں اس سے اپنے دل میں تنگی نہ پائیں اور اسے سر بسر تسلیم کر لیں۔

یہ آیت کریمہ ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے حضرت زبیر سے پتھریلی زمین کی ایک نہر کے بارے میں جس سے کھجور کے درختوں کو سیراب کیا جاتا تھا۔ جھگڑا کیا۔ انصاری نے کہا پانی آگے گذرنے دو (تم اپنے درخت ابھی سیراب نہ کرو) حضرت زبیر نے اس کو نہ مانا یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فیصلے کیلئے حاضر ہوئے رسول اللہ نے حضرت زبیر سے فرمایا۔ اے زبیر! ضرورت کے مطابق اپنے درختوں کو سیراب کرے اور پھر پانی کو اپنے پڑوسی کے پاس جانے دے۔ اس پر انصاری کو غصہ آگیا۔ کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! یہ اس لئے کہ آپ کے پھوپھی زاد ہیں (آپ ایسا فیصلہ کر رہے ہیں۔) یہ سن کر حضورؐ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ زبیر! تم (اپنے درختوں کو) سیراب کر لو اور پھر پانی روک رکھو۔ تاکہ منڈیر بھر جائے (اتنا بھرنے کے بعد اس کیلئے پانی چھوڑ دو) حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم الآية۔ بخاری مع الفتح (۲۹۲/۳)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ماننا جس طریقے سے آپ کی زندگی میں فرض تھا آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ کے تمام فرمودات وارشادات کا تسلیم کرنا ایمان کی علامت ہے۔ صحابہ کرام، محدثین عظام اور سلف صالح نے آپ کے تمام فیصلہ جات کو اپنی بے انتہا کاوشوں سے محفوظ کر دیا ہے۔ لہذا اس آیت کریمہ اور

AsliAhleSunnet.com

اس کی شان نزول کی روشنی میں ہر مومن کا دائرہ کار متعین ہوجاتا ہے کہ وہ ہر حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے وہ اپنے ہر چھوٹے بڑے مسائل کا حل آپ کی احادیث میں تلاش کرے۔ آپ کے فیصلے کا ماننا اور تسلیم کرنا ہی ہمارے ایمان کیلئے کسوٹی ہے، اس کے بغیر ہمارا دعویٰ ایمان جھوٹا ہے۔

لیکن افسوس کہ آج کا مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ اور حکم سے آزاد ہوچکا ہے۔ عبادات اور عام دینی امور میں وہ اپنے خود ساختہ آقاؤں کے فیصلے سے راضی ہی نہیں بلکہ تمام امور میں انکے اقوال و افعال اور ان کے نام پر رائج کئے گئے چھوٹے بڑے مسائل کو حرفِ آخر سمجھتا ہے ایک طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ بعض دعوے دارانِ اسلام کے نزدیک ایک ایسا لاینحل معمہ بن چکا ہے جس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا دین سے خروج کے مترادف ہے، تو دوسری جانب ایک جماعت کیلئے یہ نظام فرسودہ ہوچکا ہے۔ رسول رحمت کی کوئی بات اگر قبول کی جاتی ہے تو اس کا ان کے پیشواؤں کے قول کی موافقت کے بغیر قبول کرنا ممکن نہیں۔ الغرض تابع کو متبوع اور متبوع کو تابع کا درجہ دیدیا گیا ہے۔ آجکا مسلمان یہ جانتا ہی نہیں کہ ہمارے تمام مسائل کا حل اور تمام اختلافات کا فیصلہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات میں موجود ہے۔ اسی کی پیروی کرکے وہ دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے اور اس کو چھوڑ کر اسلام کے زمرے سے باہر اور دینِ محمدی سے بغاوت کا ارتکاب کررہا ہے۔

ہم کیسے مسلمان ہیں کہ نہ ہمارے پاس کوئی شرعی عدالت ہے اور نہ ہی اس کے فقدان کا احساس ہے ہم تمام مقدمات میں غیروں کے فیصلہ سے راضی ہیں دینی امور میں خواہش نفس کی اتباع کرتے ہیں تو تمام دنیاوی معاملات میں غیروں کے خوشہ چیں ہیں ان تمام کے باوجود ہم سچے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں افسوس تو یہ ہے کہ ہم کو اس زیان کا ذرہ برابر بھی احساس تک نہیں۔

ع کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(وصلی اللہ علی النبی وسلم)

AsliAhleSunnet.com

درس حدیث

ابو اسعد بن امام مہدی المدنی

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: سبعۃ یظلھم اللہ تعالیٰ فی ظلہ یوم لاظل إلا ظلہ۔ امام عادل۔ شاب نشأ فی عبادۃ اللہ۔ ورجلٌ قلبہ معلق فی المساجد۔ ورجلانِ تحابا فی اللہِ۔ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ ورجل دعتہ امرأۃٌ ذات منصب وجمال فقال انی اخاف اللہ، ورجل تصدق بصدقۃ فاخفاھا حتی لاتعلم شمالہ ما تنفق یمینہ، ورجل ذکر اللہ خالیًا ففاضت عیناہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ عطاء فرمائیگا کہ اس دن اس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ منصف بادشاہ۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھا ہوا جوان اور وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو۔ اور دو ایسے شخص جنہوں نے صرف اللہ کیلئے آپس میں محبت کی اسی پر اکٹھا ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے اور ایسا آدمی جس کو با اثر اور خوبصورت عورت نے (برائی) کی دعوت دی تو اس نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور ایسا شخص جس نے اس طریقے سے چھپا کر صدقہ کیا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے جو کچھ دیا بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہوئی اور ایسا آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا چنانچہ اس کے آنکھوں سے آنسو بہ پڑا

اللہ تعالیٰ نے جن باتوں پر ایمان لانا ہمارے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ ان میں سے روز قیامت بھی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایمان بالآخرۃ کے بغیر انسان کامل مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ قیامت کی ہولناکی اور آخرت کا تصور اور اس کی سختی مومن کو نیکی پر ابھارتی ہے۔ برائیوں سے روکتی ہے۔ اسے راہ حق سے بھٹکنے نہیں دیتی۔ قیامت کے دن جبکہ ہر نفس کو اپنے جان کی پڑی ہوگی کوئی کسی کا پرسان

AsliAhleSunnet.com

حال نہیں ہوگا، بھائی بھائی سے جدا ہوگا، باپ بیٹے سے بھاگے گا، بیوی شوہر سے بیزار ہوگی، کنبہ قبیلہ اور مال و دولت اور جاہ و حشمت کچھ کام نہیں آئے گا۔ ہر شخص اس دن کی سختی اور گرمی سے سراسیمہ ہوگا۔ انسان کی حالت اسقدر ابتر ہوگی۔ اتنا حواس باختہ ہوگا کہ دوسروں کو کون کہے اپنے تن کی خبر نہ ہوگی۔ لوگ پسینوں میں ڈوبے ہوئے ہوں گے جہاں نہ کوئی سایہ ہوگا اور نہ ہی سخت پیاس کے عالم میں پانی نصیب ہوگا۔

ایسے میں صرف اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوگا جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مذکورہ سات قسم کے بندوں کو نواز کر سرفراز فرمائے گا۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں انسان قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اس دن کیلئے تیاری کرے تو اس کیلئے دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود مقدر ہو جائے گی۔ اور روئے زمین سے تمام مظالم ختم ہو جائیں گے کبر و نخوت کا خاتمہ ہوگا۔ انسان انسان کی غلامی اور خوف سے آزاد ہو جائے گا۔ دین و ایمان اور شعائر اسلام کی پامالی رک جائے گی۔ فساد کے اڈے ختم ہو جائیں گے۔ مے نوشی و رشوت ستانی اور سود بازاری کا خاتمہ ہوگا عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا، مسجدیں آباد ہو جائیں گی۔ جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہوگی۔ دغا، فریب، غبن، حسد، کینہ، خیانت و عداوت اور باہمی رسہ کشی آپسی اختلافات جو اکثر خواہشات نفسانی اور خود غرضی کے سبب پیدا ہوتے ہیں مٹ جائیں گے اور دنیا امن و امان اور صلح و آشتی ہمدردی و غمخواری کا گہوارہ بن جائے گی۔

یہی ایمان باللہ اور خوف روز جزا صحابہ کرام کی زندگی میں کارفرما تھی جس نے ان کی زندگی کی کایا پلٹ کردی، اور جو دنیا جہنم کدہ بنی ہوئی تھی سسکتی ہوئی انسانیت کے لیے جائے رحمت بن گئی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام اچھے خصائل و اعمال کی توفیق دے کہ جس کے سبب قیامت کے دن تیرے رحمتوں کے سایہ تلے جگہ پا سکیں۔ آمین۔

AsliAhleSunnet.com

افتتاحیہ

قرآنی توحید مساوات عوام وخواص کا ایک فطری ضابطہ ہے

ہمارے وجدان ہمارے ادراک وحواس ، اعضاء وجوارح ، زبان ودل اور روح کی شہادت ہے کہ قرآنِ حکیم اللہ رب العالمین کا کلام ہے وہ اپنے اس آخری کلام کے ذریعہ ہمارے جسم کی طرح ہماری روحوں کی پرورش قیامت تک فرماتا رہے گا ۔ کائنات کے ذرہ ذرہ پر اسی ایک اللہ کی حکمرانی ہے ۔ قرآن مجید کے احکام تعلیمات اگرچہ مختلف النوع ہیں لیکن آخری حقیقت کے طور پر سب کے سرے اللہ کی توحید سے جڑے ہوئے ہیں ۔
قرآن مجید میں اللہ کے اسماء ، صفات ، اقوال اور افعال کا ذکر ہے ، اس بات کی دعوت ہے کہ ایک اللہ کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کیا جائے ۔ صراط مستقیم کی توضیح میں امر ونہی پر مبنی احکامات کا بیان ہے جن سے توحید کی تکمیل ہوتی ہے ۔ مجازات کا بیان ہے کہ توحید پر چلنے والوں کو دنیا وآخرت دونوں میں اللہ کا انعام ملے گا اور توحید کی راہ پر نہ چلنے والوں کو دنیا اور آخرت دونوں میں برا بدلہ ملے گا ۔
معاد کا ذکر ہے جب کسب وعمل کے سارے سلسلے کٹ چکے ہوں گے اور انسانی اعمال کا بدلہ تنہا وہ اللہ دے گا جس کا اعلان ہے ۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ، حکومت صرف ایک اللہ کی ہے ۔ پس قرآنی توحید اس اعتقاد وعمل کا نام ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی دوسرا اللہ نہیں ! اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت مطلقاً حرام ہے ۔ تمام امور میں اسی پر توکل کیا جائے ، اسی کے لئے محبت کی جائے ، اسی کیلئے عداوت کی جائے اور سارے اعمال اسی کے لئے انجام دئے جائیں ۔

AsliAhleSunnet.com

قرآن حکیم میں توحید کا جو ضابطہ بیان کیا گیا ہے اس کا ایک دائمی عالمگیر اصول نہایت قابل غور ہے وہ یہ کہ اس اعتقاد و عمل کے لئے خواص و عوام کو یکساں طور پر مخاطب کیا گیا ہے اس کے لئے اونچ نیچ اور درجہ بندی کی راہ اختیار نہیں کی گئی ، قرآن حکیم کے اس طریقۂ خطاب سے اتنی بات تو واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ ہر انسان اس قرآنی ضابطہ توحید کے یقین و اعتقاد اور اس پر عمل کی فطری صلاحیت رکھتا ہے ورنہ اللہ رب العلمین تمام انسانوں کو مخاطب کرنے کے بجائے صرف طبقۂ خواص کو مخاطب فرماتا ۔ اس اصول کو جاننے کے لئے قرآن حکیم کی درج ذیل آیات پڑھیے ۔

والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم (۲ - ۱۶۲) اور تم سب کا اللہ ایک ہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے ۔ (قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ (۶۰ - ۴ ممتحنہ) تم سب کے لئے ابراہیم اور ان کے اصحاب میں بہترین نمونہ ہے جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا ہم لوگ تم سے اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سب سے علیحدہ ہیں۔ ہم تمھارا انکار کرتے ہیں ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا جب تک تم اکیلے اللہ پر ایمان نہ لے آؤ ، قرآن حکیم میں اس معنی کی آیات کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جن میں اعتقاد و عمل کے لئے بلا امتیاز خواص و عوام تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے ۔

اور اس کی اصل یہی ہے کہ انسان اپنی حیات کے روز اول ہی سے اس توحید پر ایمان و عمل کی فطری صلاحیت رکھتا ہے چنانچہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی مومن اولاد و احفاد حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے اصحاب و اتباع اصحاب حضرت ابراہیم حضرت یوسف حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور خاتم الانبیاء والرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان تمام انبیاء کرام کے اصحاب ان کے تابعین اور تبع تابعین اور ان کی امتوں کے صلحاء و اتقیاء سب اسی اعتقاد و عمل کے پیکر تھے ۔ اور امت محمدیہ کا ایک گروہ پورے تسلسل کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک دنیا کے ہر گوشہ میں موجود رہا ہے جس کے کروڑوں افراد بلا امتیاز خواص و عوام ایک اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ، اس کی ذات و صفات میں کسی اور کو شریک نہیں ٹھہراتے اور توحید کے اسی تقاضے کے مطابق عملی زندگی گذارتے ہیں ، تاریخ انسانی کا یہ طویل تجربہ ہمیں قطعی شکل میں

AsliAhleSunnet.com

بہ بتاتا ہے کہ ایک اللہ پر ایمان لانا اسے اپنی ذات وصفات میں یگانہ سمجھتے ہوئے کسی اور کو اس کا شریک نہ ٹھہرانا اور اس کے تقاضے کے مطابق موحدانہ عملی زندگی گذارنا انسان کی فطرت ہے اور اس میں خواص وعوام کے درمیان حد بندی کرنا غیر فطری امر ہے جس کا نتیجہ دنیا اور آخرت میں فتنہ وفساد تباہی وبربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

ایک بات اور قابل غور ہے کہ اصول فطرت تمام کائنات خلقت کے لئے ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے۔ انواع خلقت کے لحاظ سے اس کی نوعیت میں فرق ہو سکتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کی توحید کا یقین اور اس کے تقاضے پر عمل جہاں انسانی فطرت ہے وہیں پوری کائنات خلقت کی بھی یہی فطرت ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم نے انسان کے علاوہ دیگر اشیاء وانواع کائنات کے اسلام ان کی تسبیح وتہلیل۔ ان کی نمازوں اور سجدوں کا ذکر پوری صراحت سے کیا ہے، اس معنی کی درج ذیل آیات پر غور کیجئے۔

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموٰت والارض طوعا وکرھا والیہ یرجعون (۳۰/۸۳ آل عمران)
کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں حالانکہ آسمان وزمین کی ساری خلقت چار وناچار اسی کے تابع فرمان ہے اور سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ تسبح لہ السموٰت السبع والارض ومن فیھن وان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان حلیما غفورا (۴۴/۱۷ الاسراء) ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں رہتے ہیں سب اسی ایک اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور تمام چیزیں اس کی تعریف وتسبیح بیان کرتی ہیں مگر تم لوگ ان کی تسبیح سمجھتے نہیں یقیناً وہ بڑا حلیم بڑا بخشنے والا ہے۔
الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموٰت والارض والطیر صٰفٰت کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ واللہ علیم بما یفعلون (۴۱/۲۴ النور) کیا تم دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی ساری خلقت ایک ہی اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور پرندے صفیں باندھے اسی کی تسبیح کرتے ہیں ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے، جو کچھ کرتے ہیں اللہ سب سے خوب باخبر ہے۔
الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم ان اللہ یفعل ما یشاء (۱۸/ الحج)

AsliAhleSunnet.com

(ترجمہ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمانوں اور زمین کی مخلوقات اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سے انسان صرف ایک اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے لوگوں پر ان کی بداعمالیوں کیوجہ سے عذاب لازم ہو گیا ہے۔ جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ یقیناً اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ان آیات پر غور کیجئے ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا پوری کائنات خلقت کا ضابطہ حیات ہے اور اس سے کوئی شئی باہر نہیں۔ یہاں یہ بات بھی نہایت قابل عبرت ہے کہ نطق و فکر سے عاری جملہ اشیاء کائنات بلا کسی امتیاز کے ضابطہ توحید پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن نطق و فکر کی عظیم نعمت سے بلا امتیاز خواص و عوام بہرہ ور انسان نے اس اعتقاد کے لئے خواص و عوام کے حدود کھینچ لئے ہیں اور یہ یقین کر رکھا ہے کہ ایک اللہ کی معرفت اور اس کے تقاضوں کی تکمیل عوام کے بس سے باہر ہے، جبکہ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ جن انسانی معاشروں میں یہ غیر فطری حد بندیاں قائم ہیں وہاں کے معاشرے تضادات اعتقاد و عمل اجتماعی و انفرادی فساد و بگاڑ اور عبرتناک ہلاکت و تباہی سے معمور ہیں۔ برصغیر میں توحید سے متعلق ہندو قوم کے ہزاروں سال پرانے رویہ کے متعلق امام الہند علامہ ابوالکلام آزاد تحریر فرماتے ہیں۔

قرآن سے پہلے علوم و فنون کی طرح مذہبی عقائد میں بھی خاص و عام کا امتیاز ملحوظ رکھا جاتا تھا اور خیال کیا جاتا تھا کہ خدا کا ایک تصور تو حقیقی ہے اور خواص کے لئے ہے۔ ایک تصور مجازی ہے اور عوام کے لئے ہے چنانچہ ہندوستان میں خداشناسی کے تین درجے قرار دیئے گئے۔ (۱) عوام کے لئے دیوتاؤں کی پرستش (۲) خواص کے لئے براہ راست خدا کی پرستش (۳) اخص الخواص کے لئے وحدۃ الوجود کا مشاہدہ۔ یہی حال فلاسفۂ یونان کا تھا۔ وہ خیال کرتے تھے کہ ایک غیر مرئی اور غیر مجسم خدا کا تصور صرف اہل علم و حکمت ہی کر سکتے ہیں۔ عوام کے لئے اسی میں امن ہے کہ دیوتاؤں کی پرستش میں مشغول رہیں۔ لیکن قرآن نے حقیقت و مجاز یا خاص و عام کا کوئی امتیاز باقی نہ رکھا۔ اس نے سب کو خدا پرستی کی ایک ہی راہ دکھائی اور سب کے لئے صفات الٰہی کا ایک ہی تصور پیش کر دیا۔ وہ حکماء و عرفاء سے لے کر جہال و عوام تک سب کو حقیقت کا ایک ہی جلوہ دکھاتا ہے۔ اور سب پر اعتقاد ایمان کا ایک ہی دروازہ کھولتا ہے۔ اس کا تصور جس طرح ایک حکیم و عارف کے لئے سرمایۂ تفکر ہے۔ اسی طرح ایک

AsliAhleSunnet.com

چرواہے اور دہقان کے لئے سرمایۂ تسکین ۔ (ترجمان القرآن)

توحید کے معاملہ میں خواص وعوام کے درمیان اس حدبندی سے بیشمار مفاسد پیدا ہوتے ہیں ہم ذیل میں چند خوفناک خرابیوں کا ذکر کرتے ہیں ۔

۱ ۔ اصنام اور مورتوں کی پوجا کرنے والے عوام ذہنی وفکری طور پر اتنی سطحیت کا شکار ہوجاتے ہیں کہ غیر عاقل اشیاء کائنات سے بھی گر جاتے ہیں کیونکہ کائنات کی ہر چیز غیر عاقل ہونے کے باوجود توحید پر قائم ہے ۔

۲ ۔ بت پرستی خود مقصد بن جاتی ہے ۔ اور اللہ اور عوام کے درمیان پردے حائل ہوجاتے ہیں ۔ اللہ کے حقوق کی مسلسل پامالی ہوتی ہے جسے وہ نہ دنیا میں معاف کرتا ہے اور نہ آخرت میں معاف کرے گا ۔

۳ ۔ بت پرستی کو مقصد و مذہب قرار دے لینے کے بعد اہل توحید سے عناد اور دشمنی کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں اور یہ نہایت غیر فطری جذبہ ہے جس کے نتائج ہمیشہ خراب نکلتے ہیں ۔

۴ ۔ بت پرستی کو مذہب بنا لینے کے بعد خواص کے درجہ تک پہونچنے اور توحید کی معرفت حاصل کرنے کی طلب مفقود ہوجاتی ہے اور تعلیم حاصل کر لینے بلکہ بڑی بڑی علمی ڈگریاں حاصل کر لینے کے باوجود لوگ نسلا بعد نسل عوام ہی کے طبقہ میں رہ جاتے ہیں ۔

۵ ۔ خواص اور اخص الخواص کے درجہ کے لوگوں کو بھی یہ طبقہ عوام اللہ اور بھگوان سمجھنے لگتا ہے اور ان کے مرنے کے بعد بت بنا کر ان کی پرستش کرنے لگتا ہے ۔ کیونکہ اس کے متعلق یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ وہ توحید کی معرفت حاصل کرنیکی صلاحیت نہیں رکھتا اس کے لئے بت پرستی ہی مناسب ہے ۔

۶ ۔ خواص اور اخص الخواص طبقہ کے لوگ توحید کی معرفت رکھنے کے باوجود اللہ کی ذات میں اس شرک کو روا رکھتے ہیں اور یہ نہایت غیر فطری امر ہے کہ آدمی ایک اللہ کی معرفت رکھے اس سے محبت رکھے اس کے احکام کی تابعداری کرے اور پھر اس کی یکتائی میں اپنے درجے کے لوگوں بلکہ اپنے کو بھی عوام کے ذریعہ شریک ٹھہرائے جانیکی اجازت بھی دیدے رب انھن اضللن کثیرا من الناس ، اے ہمارے رب یقیناً ان بتوں نے انسانوں کی بڑی تعداد کو سچے راستہ سے بھٹکا دیا ہے ۔

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے فقط اک مسئلہ علم کلام
(اقبال)

AsliAhleSunnet.com

حدیثِ رسول کا مقام اور مسلک اہلحدیث

مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

حدیث رسول کا مقام

رسول کریم نے اپنے وصال کے وقت فرمایا: ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنتی (مشکوٰۃ) میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ اول کتاب اللہ دوم میری سنت (حدیث) یعنی دونوں چیزیں مشعل ہدایت ہیں جس کے ہاتھ میں یہ دونوں چیزیں ہونگی وہ گمراہ ہو ہی نہیں سکتے۔

ایک مرتبہ رسول کریم نے فرمایا نضر اللہ امرا سمع مناحدیثا فحفظہ حتی یبلغہ کما سمعہ الخ (شرف اصحاب الحدیث ص ۱۷) یعنی خدا اسے ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے جو ہماری حدیث کو سن کر یاد کرے اور اسے پوری صحت کیساتھ دوسروں تک پہونچائے۔

اسی دعا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ ابوالعباس عرفی نے کیا خوب لکھا ہے ؎

اهل الحديث عصابة الحق

فازوا بدعوة سيد الحق

یعنی حدیث والے گروہ حق سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے سرور کائنات کی دعاؤں کی بدولت کامیابی حاصل کی ہے۔

۳۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں ما اعلم علی وجہ الارض من الاعمال افضل من طلب الحدیث لمن اراد بہ وجہ اللہ۔ (تاریخ خطیب بغدادی)

یعنی میں نہیں جانتا کہ روے زمین پر حدیث کے طلبگاروں سے کوئی شخص بہتر ہو بشرطیکہ وہ اس سے خدا کی رضا جوئی چاہتا ہو۔

AsliAhleSunnet.com

آنحضرتؐ کے اقوال و افعال کا نام حدیث ہے

حدیث نبی کریم کے اقوال و افعال و تقاریر کا نام ہے اس کے پڑھنے، سیکھنے اور عمل کرنے سے دونوں جہان کی سعادتیں نصیب ہوتی ہیں اس لئے قرآن کریم کے بعد حدیث شریف کا مقام ہے اور عامل بالحدیث کے بہت بلند درجات ہیں۔ علامہ ابو محمد ازدی مصری کیا خوب فرماتے ہیں۔

علم الحدیث له فضل و منقبة
نال العلاء به من کان معینا
ما حازه ناقص الا وکمله
او حازه عاطل الا به حلیا

(المؤتلف والمختلف ص۱۳۶)

یعنی علم حدیث کی بڑی فضیلت ہے اور اس کی اعانت و مدد کرنے والا بلند مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے۔ علم حدیث کو پڑھ کر ناقص ترین انسان کامل بن جاتا ہے اور بدصورت آدمی حسین و خوبصورت ہو جاتا ہے۔

مولانا خرم بلہوری نے حدیث نبوی کی شان کو خوب اجاگر کیا ہے۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار — مت دیکھ کسی کا قول و کردار
جب اصل ملے تو نقل کیا ہے — یاں وہم و گمان کو دخل کیا ہے
ناحق تجھے کچھ اور ہوس ہے
قرآن و حدیث تجھکو بس ہے

آنحضور کے زمانہ میں خالص قرآن اور رسول اکرم کے ارشادات کی پیروی ہوتی تھی اس کے علاوہ کسی کے قول و قیاس اور کسی کے رائے کی اتباع و امتثال کا کوئی وسوسہ بھی نہ تھا۔ قرآن کریم نے واضح کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی قابل اتباع ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فلا وربك لا يومنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما (نساء)

یعنی تیرے رب کی قسم یہ لوگ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک اے نبی اپنی تنازعات میں آپ کو حکم نہ بنالیں اور پھر آپ کے فیصلہ سے دل میں ذرا بھی تنگی محسوس نہ کریں اور دل و جان سے پوری طرح تسلیم نہ کریں۔

AsliAhleSunnet.com

نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے یہ منصب دیا تھا کہ آپ لوگوں کے معاملات و حادثات میں اپنا فیصلہ اپنے صوابدید سے کر دیا کریں چنانچہ ارشاد ہے ۔ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ (نسآء) یعنی اے نبی بیشک ہم نے یہ کتاب (قرآن) آپ کی طرف حق کے ساتھ اتاری ہے کہ آپ لوگوں کا اس کے موافق فیصلہ کریں جو آپ کو خدا دکھائے ۔

۳ - تیسری جگہ ارشاد ہے : وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً (احزاب)
کسی ایماندار مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں تو پھر ان کو اپنے کاموں میں کچھ اختیار باقی ہے اور جو کوئی اللہ و رسول کی نافرمانی کا مرتکب ہوگا بس وہ کھلا ہوا گمراہ ہوگا ۔

۴ - ایک اور واضح ارشاد بھی سنئے قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین (آل عمران)
یعنی کہہ دو کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو پس اگر اس سے پھر جائیں تو جان رکھیں کہ بیشک خدا کافروں سے محبت نہیں کرتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ (موطا امام مالکؒ)

یعنی میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم انھیں مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے ۔ وہ دونوں چیزیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت ہے ۔

اہلحدیث کا نظریۂ اعتقاد

ان آیات کریمہ کے منشا کے مطابق اہلحدیث کتاب اللہ وسنت رسول کے ساتھ اپنا اعتصام و تمسک ضروری سمجھتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے ؎

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن ۔ پس حدیث مصطفی برجان مسلم داشتن
گاہ از تذکار مسلم جاں نمودن مست فیض ۔ گاہ در شوق بخاری جاں یتیم داشتن

جماعت اہلحدیث کے نزدیک کتاب وسنت کے نصوص ہی اصل مرجع و ماخذ ہیں اور یہی دونوں کتابیں نور اور ہدایت کے منبع و سرچشمہ ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کا انھیں دونوں پر تعامل رہا ۔ خلافت راشدہ میں خلفائے عظام اس کتاب وسنت کا امتثال و اتباع کرتے تھے ۔ جب بھی کسی امر

AsliAhleSunnet.com

میں نزاع پیدا ہو تو حدیث رسول ہی سے اسکا فیصلہ ہوا اور حدیثِ نبوی کے ملنے ہی سب نے سر تسلیم خم کر دیا۔ تابعین و تبع تابعین کے دور میں بھی اس کتاب وسنت کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور ہر معاملہ میں ان کو حجت مانا جاتا تھا۔ نبی کریم کے حلال و حرام کردہ چیزوں کو قیامت تک کیلئے حرام و حلال سمجھا گیا اور کتاب وسنت کو اصل الاصول سمجھا گیا۔

سلف کی طرح آج بھی ہم اہلحدیث حضرات فرمانِ خدا، فرمان رسول کے سامنے بے چون وچرا سر جھکانے والے ہیں کوئی شخص صرف ائمہ کے اقوال وآراء کو پیشِ نظر رکھے اور تاویل کر کے رسول اکرم کی حدیث کو موخر کرے تو اس شخص یا اس جماعت سے رسالت کی تنقیص سرزد ہوتی ہے۔ تمام ائمہ کے احکام واقوال رد ہو سکتے ہیں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول کوئی حکم رد نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اہلحدیث کی خاص خصوصیت ہے کہ حضور کے قول کو رد کرنے کیلئے کوئی بہانہ نہیں نکالتے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

امام مالک کا زریں مقولہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت امام مالکؒ نے منبرِ نبوی پر وعظ فرماتے ہوئے کہا کہ سب کے اقوال رد کئے جا سکتے ہیں اور قبول کئے جا سکتے ہیں اور جو مطابق ہوں گے وہ قبول کئے جائیں گے لیکن اگر کسی کا قول کبھی ترک نہیں کیا جا سکتا تو نبی اکرم کا قول ہی فرمایا:

الا صاحب ھذہ الروضہ یعنی اس روضۂ اطہر میں آرام فرمانے والے کی بات رد نہیں کی جا سکتی۔

اہلحدیث صرف حضورؐ کے حکم کے آگے گردن جھکانا جانتے ہیں کسی قسم کا چوں وچرا نہیں کرتے اور کوئی میخ نہیں نکالتے وہ بزبان حال وبزبان قال کہتے ہیں۔

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ رسائی ہو
ادھر ہو حکم پیغمبر اُدھر گردن جھکائی ہو

تمام ائمہ دین ومحدثین کے علوم کیلئے آنحضرت کا علم ہی منبع انوار ہے سب نے آنحضرت کی ذات بابرکات ہی سے اکتساب فیض کیا ہے کسی نے کیا خوب لکھا ہے۔ ؎

بابا کے یہاں سے کون لایا	جس نے پایا یہیں سے پایا
گو غوث و قطب و غنذی ہے	وہ بھی اسی در کا گدا ہے

AsliAhleSunnet.com

(۴) مذہب اہلحدیث ایک کامل و مکمل مذہب ہے

مذہب اہلحدیث کوئی فرقہ نہیں ہے بلکہ اسلام کا مظہر عظیم اور ایک کامل و مکمل اسلام کی نمائندہ تحریک ہے۔ حدیث کا لفظ فرمانِ خدا فرمان رسول دونوں کیلئے یکساں آیا ہوا ہے ارشاد ہے واذا اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا (تحریم) یعنی جبکہ نبی نے اپنی بعض بیویوں سے اپنی بات کو پوشیدہ رکھا۔

دیکھئے یہاں پر حضور کی بات کو حدیث کہا گیا ہے۔ اللہ نے کلام پاک کے لئے بھی لفظ حدیث کو استعمال فرمایا ہے ارشاد ہے فبای حدیث بعدہ یومنون یعنی (قرآن) کے بعد کس پر ایمان لاوینگے؟

دوسری جگہ ارشاد ہے اللہ نزل احسن الحدیث (زمر) یعنی خدانے بہترین حدیث اتاری۔ (قرآن کریم مراد ہے)

ایک اور جگہ ارشاد ہے افمن ھذا الحدیث تعجبون یعنی پس اس حدیث (قرآن) سے تم تعجب کرتے ہو۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔ افبھذا الحدیث انتم مدھنون یعنی کیا پھر تم اس حدیث (قرآن) کے ساتھ سستی کرتے ہو۔

یہ اور اس طرح کی دیگر آیات میں کتاب اللہ حدیث رسول دونوں کے لئے لفظ حدیث استعمال ہوا ہے اللہ کا کلام بھی حدیث ہے اور قول رسول صلعم بھی اس لئے اہلحدیث کا معنی یہ ہوا کہ وہ شخص یا وہ جماعت جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ پس اہلحدیث وہ ہے جو احسن الحدیث (قرآن) اور فرمان رسول (حدیث) پر عمل کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر اب تک صحابی تابعی و تبع تابعی۔ امام محدث جس قدر بھی گذرے ہیں سب دونوں پر عمل کرتے تھے اور اسی سے سب کے سب اصحاب الحدیث، اہل الحدیث و اہل الاثر کہے جاتے ہیں کیونکہ انھوں نے اپنے عمل و اعتقاد کی بنیاد صرف قرآن و حدیث پر رکھی ہے۔

اہلحدیث کا امتیازی مذہب

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ اہلحدیث کی اتباع کتاب وسنت کے پیش نظر کیا خوب لکھتے ہیں۔

ومن المعلوم لکل من لہ خبرۃ ان اہل الحدیث من اعظم الناس بحثا عن اقوال النبی صلعم وطلب العلم بھا و ارغب الناس فی اتباعھا وابعد الناس عن اتباع الھوی فھم فی اہل الاسلام کاھل الاسلام فی اہل الملل

(منہاج السنہ ج ۲ ص ۱۷۹)

AsliAhleSunnet.com

یعنی جس شخص کو کچھ بھی خبر ہے اسے معلوم ہے کہ اہلحدیث رسول اللہ کی حدیثوں کے سب سے زیادہ تحقیقات کرنے والے ہیں اور علوم نبوت کے سب سے بڑے طلبگار ہیں اور احادیث نبویہ کی پیروی میں سب سے زیادہ رغبت رکھنے والے ہیں۔

قیاس اور لوگوں کی خواہشات و آراء کی پیروی سے بہت زیادہ دور رہنے والے ہیں پس اہل حدیث اہل اسلام میں وہ امتیازی درجہ رکھتے ہیں جو خود اہل اسلام دیگر ادیان کے مقابلہ میں رکھتے ہیں۔ بلاشبہ علامہ ابن تیمیہؒ نے ایک سچے اہلحدیث کا نہایت عمدہ فوٹو کھینچا ہے۔ معلوم ہوا کہ اہل حدیث تمام مذاہب کے درمیان ایک کامل و مکمل مذہب ہے۔ کسی نے خوب لکھا ہے۔

اهل الحديث هم اهل النبی و ان
لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

یعنی اہلحدیث دراصل اہل النبی ہیں اگرچہ اہلحدیث آپ کی ذات قدسی صفات کے ساتھ تو نہیں رہے لیکن آپ کے کلمات طیبہ کے ساتھی اور فدائی ہیں۔

امام شعرانی جو تمام ائمہ سنت کا احترام کرتے ہیں اور جن کو تمام مذاہب سے عقیدت ہے اور جس کے اظہار میں وہ بڑے ہی وسیع الظرف ہیں وہ اپنی کتاب "طبقات کبری" میں امام شافعی کا مقولہ نقل کرتے ہیں

كان رضى الله عنه يقول اهل الحديث فی كل زمان كالصحابة فی زمانهم واذا رأيت صاحب حديث فكانی رأيت احدا من اصحاب رسول الله صلی الله عليه وسلم۔ (طبقات کبری ص۵۷ بحوالہ تحریک آزادی فکر مولفہ مولانا محمد اسماعیل گجرانوالہ)

یعنی امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اہلحدیث ہر زمانہ میں ایسے ہیں جیسے کہ صحابہ اپنے زمانہ میں، جب میں کسی اہلحدیث کو دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کو دیکھ لیا۔

امام شافعیؒ کے اس بیان سے جماعت اہلحدیث کی عظمت و جلالت خوب واضح ہوتی ہے۔

۳۔ ابوبکر بن عباس نے فرمایا "اهل الحديث فی اهل الاسلام كالاسلام فی سائر الاديان"۔ (خضری ص۵۶ بحوالہ تحریک آزادی فکر ص۲۲)

یعنی اہلحدیث اسلامی فرقوں میں اس طرح ممتاز ہیں جس طرح اسلام باقی تمام دینوں میں ممتاز و مکمل ہے

AsliAhleSunnet.com

(۴) ابوالعباس بن شریح فرماتے ہیں اہل الحدیث اعظم درجۃ من الفقہاء یعنی اہلحدیث کا درجہ تمام فقہاء سے اونچا ہے (طبقات کبری ص۲۲۲)۔

(۵) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اصحاب الحدیث و ائمہ حدیث کی مدح میں فرماتے ہیں: فلیس الضلال والبغی فی طائفۃ من طوائف الامۃ اکثر منہ فی الرافضۃ کما ان الھدی والرشاد لیس فی طائفۃ من طوائف الامۃ اکثر منہ فی اہل الحدیث (منہاج السنۃ ج۲ ص۲۴۲)

یعنی سب سے زیادہ ضلالت و بغاوت روافض میں ہے اور سب سے زیادہ رشد و ہدایت اور خیر و برکت اہلحدیث میں پائی جاتی ہے۔

۶۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب نقض المنطق میں جا بجا اہلحدیث کی خوبیوں اور فراست و ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فقہاء الحدیث اخبر بالرسول من فقہاء غیرھم وصوفیتھم اتبع الرسول من صوفیۃ غیرھم وامراء ھم اعلم بالسیاسۃ النبویۃ من غیرھم وعامتھم احق بموالات الرسول من غیرھم (نقض المنطق ص۸)

یعنی مسلک اہلحدیث کے فقہاء دوسرے مذاہب کے فقہاء سے حدیث کو زیادہ سمجھتے ہیں اسی طرح مسلکِ اہلحدیث کے صوفی دوسرے مذاہب کے صوفیوں سے حضور کریم کے زیادہ تابعدار ہیں اور مسلک اہلحدیث کے امراء دوسرے مذاہب کے امراء کے مقابلہ میں سیاست نبوی سے زیادہ باخبر ہوتے ہیں اور اہلحدیث عوام دوسرے فرقوں کے عوام سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا زیادہ حق ادا کرتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ فقہاء حدیث و اہلحدیث کے عقیدے و عمل کو سراہتے ہوئے جا بجا والہانہ انداز سے ان کا ذکر فرماتے ہیں یہاں چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ومن اہل السنۃ والجماعۃ مذہب قدیم معروف قبل ان یخلق اللہ اباحنیفۃ ومالکا والشافعی واحمد فانہ مذہب الصحابۃ الذین تلقوہ عن نبیھم (منہاج السنۃ ص۲۵۶ ج۱)

یعنی اہل سنت والجماعت میں سے ایک مشہور و معروف مذہب اہلحدیث کا ہے جو ائمہ اربعہ کی پیدائش سے پہلے بھی موجود تھا جو صحابہ کے طریق پر مبنی تھا۔

AsliAhleSunnet.com

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ولا ریب ان اھل الحدیث اعلم الامۃ واخصھا العلم الرسول وعلم خاصہ مثل خلفاء الراشدین وسائر العشرۃ المبشرۃ (نقض المنطق ص۲۷)

یعنی اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ پوری امت میں صرف اہلحدیث ہی رسول اکرم ﷺ کے لائے ہوئے علم کے سب سے زیادہ جاننے والے اور اس میں سب سے زیادہ خصوصیت رکھنے والے ہیں اسی طرح خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ کے حدیث و آثار کے سب سے زیادہ حافظ و جامع اہلحدیث ہی ہیں۔

اور اسی طرح ایک جگہ لکھتے ہیں۔ اعلم الناس بالسابقین اتبعھم لھم ھم اھل الحدیث واھل السنۃ۔ یعنی طریق صحابہ کے سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ متبع اہل حدیث ہیں۔
(نقض المنطق ص۸۶)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہر فرقے میں جو خوبی ہے وہ اہلحدیث میں موجود ہے اور امتیازی اوصاف ان سے زائد ہیں۔ ان کے مخالفین کو قیاس ورائے کلام وشعر، ذوق مکاشفہ وغیرہ جن جن چیزوں پر ناز ہے ان سب سے اہلحدیث نے مفید کام لیا ہے۔ ارشاد ملاحظہ ہو۔

وکل ھذ الطرق لاھل الحدیث صفوتھا وخلاصتھا فھم اکمل الناس عقلا واعدلھم قیاسا واصوبھم رایا واسدھم کلاما واصحھم نظرا واھداھم استدلالا واقومھم جدلا واتمھم فراستہ واصدقھم الھاما واحدھم بصرا ومکاشفۃ واصوبھم سمعا ومخاطبۃ واعظمھم وجدا وذوقا وھذا ھو للمسلمین بالنسبۃ الی سائر الامم ولاھل السنۃ والحدیث بالنسبۃ الی سائر الملل۔ (نقض المنطق ص)

تمام طریقوں میں اہل حدیث کا منتخب اور صاف ستھرا طریقہ ہے وہ عقل و دانائی میں کامل ترین ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

نذر و نیاز اور بزرگانِ دین کا وسیلہ

ایک بریلوی اخبار میں نذر و نیاز اور بزرگانِ دین کے وسیلے کی بابت کچھ فتوے شائع ہوئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں :۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ منت ماننے والا اولیائے کرام کا ذکر بطریق توسل کر رہا ہے۔ ایسی نذر بھی از روئے شریعتِ اسلامیہ جائز و صحیح ہے اور اس کا پورا کرنا بھی لازم و ضروری ہے مثلاً یہ کہا جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت داتا گنج بخش رح کے وسیلہ و طفیل سے میری مراد پوری کی اور مجھے کامیابی عطا فرمائی تو اس قدر نقد و جنس آپ کی درگاہ کے حاجت مندوں کو دونگی تو ایسی منت کے جائز و درست ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

باقی رہا یہ سوال کہ نذر کس کے نام کی مانی جائے تو وہ ایک آسان فہم بات ہے۔ نذر کے وقت یہ نیت کرنا کہ اے خدا اگر ہمارا فلاں کام ہوگیا تو ہم امام حسین رضؓ کے نام کی سبیل لگائیں گے یا فلاں چیز نظر کریں گے تو اس میں گنہ کی کیا بات ہے؟

ہم بریلوی فتوی کے اصل الفاظ نقل کر رہے ہیں۔ا

اصل بات یہ ہے منت ماننا اور نذر و نیاز، صرف ایک فعل نہیں، ایک ذہنیت بھی ہے۔ اس لیے اسے صرف الفاظ کی ترازو میں تول کر اس سے کام لینا کافی نہیں ہے بلکہ اس کو اس کے پورے پس منظر اور محرکات سامنے رکھ کر دیکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اس کے بغیر اس کا سمجھنا مشکل ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام سے پہلے کفار کے ہاں بھی نذر و نیاز کا سلسلہ جاری تھا۔ جب اسلام آیا تو اس نے بھی اسے قبول کیا مگر بعینہٖ نہیں بلکہ مناسب اصلاح کے بعد۔ اس لئے ہمیں پہلے اس امر کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ایامِ جاہلیت میں اس کی کیا شکلیں تھیں اور اسلام نے آکر ان میں کون سی اصلاحات کیں اور اماءِ دین نے اب نذر و نیاز کے لئے کیا شرائط تشخیص کی ہیں؟

AsliAhleSunnet.com

حضرت یعقوب اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے عہد کے سامیوں کا اعتقاد تھا کہ دنیا ارواح سے آئی پڑی ہے زیادہ خبیثہ اور طیبہ۔ خبیثہ کو نذر ونیاز قربانی اور چڑھاوے کے ذریعے خوش رکھتے تھے کہ کہیں دکھ نہ دیں زینیوی اور بابل کے کھنڈروں کے اکتشافات دانگلش مطبوعہ ۱۸۵۳ء

"ریام نامی ہیکل میں چاند اور سورج کی مورتیں ہوتی تھیں اور یہ سب سے قدیم ہیکل ہے۔ یہ قبیلہ ہمدان میں واقع تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اس عمارت پر قربانی کے خون کے نشانات دوسری صدی ہجری تک موجود تھے۔ کیونکہ لوگ اس پر قربانیاں چڑھایا کرتے تھے۔" (یاقوت)

ذالخلصہ مکہ سے یمن کی جانب میں تقریباً سات منزل پر واقع تھا یہ یمن والوں کا مکہ شمار کیا جاتا تھا۔ اس میں سفید مرمر کا بت تھا جس کے سر پر پھول بوٹے کاٹ کر ایک تاج سا بنا تھا۔ اس کے گلے میں ہار ڈالے جاتے تھے۔ اس پر شتر مرغ کے انڈے لٹکائے جاتے اور اس پر چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے (یاقوت)

یہی کیفیت ہیکل قلیس کی تھی۔ اس میں دو بت میاں بیوی کے تھے۔

الغرض ان بتوں کے لئے لوگ اپنی کمائی کا مخصوص حصہ نذر ونیاز کرتے تھے۔ (سیرت ابن اسحاق)

قرآن کریم میں یہ آیت انہی لوگوں کے بارے میں ہے کہ:

وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام نصيبا فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشركائنا (سورہ انعام)

خدا نے جو کھیتی اور جانور پیدا کئے۔ یہ لوگ خدا کا ایک حصہ خدا کے لئے کرتے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ تو خدا کا ہے اور یہ ہمارے دیوتاؤں کا ہے۔

حضر موت میں "سبا تھا" نامی ایک شہر تھا اس میں ساٹھ بت خانے تھے۔ یہاں کا سب سے بڑا کاروبار بخورات کی تجارت تھی جب تک "سباتھا" کے دیوتاؤں کے لئے دسواں حصہ نہیں نکالا جاتا تھا اس کی خرید وفروخت ممنوع سمجھی جاتی تھی۔ (ارض القرآن)

بہت سی قومیں ستارہ پرست تھیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں اس کے لئے بڑے بڑے اونچے ستون اور ہیکل تھے لوگ اپنی اور اپنے بچوں اور مویشیوں کی صحت وعافیت کے لئے قربانیاں چڑھاتے تھے، اولاد کو بعل نامی دیوتا کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے اور مولک نامی دیوتا کے نام پر تو کھیتی کاٹ کر اور اولاد کو ذبح کرکے چڑھاتے تھے۔

(ارض القرآن)

AsliAhleSunnet.com

بعض بت خانوں کی چھتوں پر لوبان سلگائی جاتی تھی تاکہ دیوتاؤں کی رضامندی کی خوشبو ساری آبادی میں پھیل جائے
(ارض القرآن)

" عدنانی قبائل کے تین بڑے بت تھے " (ہبل، لات، عزیٰ)

" وہ ان پر چڑھاوے چڑھاتے، قربانیاں دیتے ان کی نذریں مانی جاتی تھیں۔ لوگ ان کی جاترے کو آتے تھے "
(ارض القرآن)

" چپ کا روزہ بھی رکھتے تھے، بچوں کو عبادت اور خدمتِ معبد کے لئے نذر کرنے کی منتیں بھی مانتے تھے "
(سورہ مریم اور آل عمران)

" کبھی نذر مانتے کہ دھوپ میں دن گذاروں گا۔ سایہ میں نہیں بیٹھوں گا۔ بات نہیں کروں گا۔ (بخاری)
کبھی پا پیادہ اور ننگے سر، کعبہ کی زیارت کی نذر مان لیتے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک مرد اور ایک عورت نے ایسی منت مانی تھی۔ آپ نے ان کو اس سے منع فرمایا تھا " (ابوداؤد)

" ایک عورت نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے شفا دی تو میں بیت المقدس میں جاکر نماز پڑھوں گی۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس سے کہا: بیٹھ جائیے۔ یہاں پڑھ لیجئے، مسجد نبوی میں (مسلم)

" ان سب میں قدر مشترک جو ذہنیت تھی وہ یہ تھی کہ یہ بزرگ ہم پر راضی رہیں۔ ان کی برکت سے ہماری بگڑی بنے اور ان کے طفیل ہماری حاجتیں پوری ہوں۔ کیونکہ ان بت خانوں میں جو بت ہوتے تھے وہ بزرگوں ہی کے نام پر بنائے جاتے تھے " (حضرت ابن عباسؓ وغیرہ)

اسلام نے آکر سب سے پہلے یہ پردہ اٹھایا:

" نذریں اور منتیں ماننے سے واقعی کوئی بگڑی بن سکتی ہے یا نہیں، حاجتیں پوری ہوتی ہیں یا نہیں۔؟
اس کی بابت ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن النذر وقال

انہ لا یرد شیئاً وانما یستخرج بہ من البخیل (بخاری وغیرہ عن ابن عمرؓ)

" سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا یہ تو کوئی بھی بلا نہیں ٹال سکتی، بس یہ تو کنجوس سے کچھ نکالنے اور کھینچ لینے کا ایک بہانہ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

یعنی یہ بڑے مطلب کے لوگ ہوتے ہیں۔ محض خدا کی رضا پر کچھ دیتے نہیں، دینے کا عہد کرتے ہیں، پر پہلے بیتے ہیں اس لئے اتفاق سے جو ہو جاتا ہے اس پر وہ دھر لئے جاتے ہیں کہ کام ہو جانے پر تم نے دینے کا عہد کیا تھا، سو وہ ہو گیا ہے اب دیجئے۔

دوسری اصلاح یہ فرمائی کہ:

نذر ایسی نہ ہو جس میں گناہ کا شائبہ ہو، اطاعت کی ہو۔

من نذر ان یطیع اللّٰہ فلیطعہ ومن نذر ان یعصیہ فلا یقضہ (بخاری)

نذر سے غرض، حصولِ حاجات نہیں، بلکہ تقرب الی اللہ ہے چنانچہ حضور نے فرمایا:

لا نذر الا فیما ابتغی بہ وجہ اللّٰہ تعالیٰ۔ (ابوداؤد)

"مسند احمد میں انما النذر ما ابتغی بہ وجہ اللّٰہ آیا ہے یعنی نذر اور منت صرف وہ صحیح ہے جو محض اللہ کی رضا کے لئے مانی جائے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حاجات کے لئے منتیں مانتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے کہہ دیا کہ کل مالی رتاج الکعبۃ (ابوداؤد)

میرا سب مال کعبہ کے نام پر وقف ہے"۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔

"کعبہ تیرے مال سے بے نیاز ہے"۔

آیت: یُوفُونَ بِالنَّذْرِ" کی تفسیر میں حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں۔

کانوا ینذرون طاعۃ اللّٰہ من الصلوٰۃ والصیام والزکوٰۃ والحج والعمرۃ وما افترض علیہم فسماھم اللّٰہ ابرارا (طبرانی بسند صحیح)

(یعنی صحابہؓ کی نذریں اور منتیں، عبادت اور اطاعت کی قسم سے ہوتی تھیں۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ اور دوسری مفروضہ عبادات۔ اس لئے اللہ نے ان کا نام ابرار (نیک لوگ) رکھا ہے"۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ اصل مسنون نذریں صرف وہ ہیں جو صرف رضائے الٰہی اور تقرب الٰہی کیلئے ہوتی ہیں دوسری جو مرادیں پانے کے لئے مانتے ہیں، وہ بس بخیل اور کنجوس سے اگلوانے کا ایک بہانہ اور طریقہ

AsliAhleSunnet.com

ہے اور وہ صرف اس لئے کہ چونکہ اس نے ایک زبان کی ہے۔ اس لئے اسے اب پورا ہونا چاہیئے۔ گویا کہ یہ نذریں سزا ہیں جزا نہیں ہیں۔

اگر کوئی صاحب ایسی نذر مانتے کہ میں فلاں مقام پر نذر دوں گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے یہ اطمینان فرما لیتے تھے کہ وہاں کسی شخصیت اور بت وغیرہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر نہ ہوتا تو فرماتے، جا کر پوری کر دیجئے۔ (ابوداؤد عن ثابتؓ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ لوگ جن مقابر اور شخصیتوں کے نام کی نذر مانتے ہیں وہ جائز نہیں ہیں۔

دراصل بزرگوں کے نام کی جو نذریں ہوتی ہیں، وہ شخصیت پرستی کا باعث بھی ہوتی ہیں اور غلط اعتقاد اور غلط رجحان کو بھی جنم دیتی ہیں۔ اس لئے فلاں بزرگوں کے مقابر کے مجاوروں کو کھلانے یا کسی کے نام کی سبیلیں لگانا شرعاً صحیح نہیں۔

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ:

نذر کا تعلق "عبادت مقصودہ" سے ہو اور شرع میں اس کی ہم جنس فرض اور واجب ہو:

الاصل ان النذر لا یصح الا بشروط احدها ان یکون الواجب من جنسہ شرعا (فتاوی عالمگیری)

وکان من جنسہ الواجب ای فرض وھو عبادۃ مقصودۃ (تنویر الابصار متن در مختار)

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر کسی نے ایسی نذر مانی جس کی جنس فرض نہیں ہے، جیسے عیادت مریض، تشییع جنازہ دخول مسجد وغیرہ تو یہ نذر لازم نہیں ہوگی۔

ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسہ فرض کعیادۃ مریض وتشییع جنازۃ ودخول مسجد (تنویر)

علامہ شامی اس کی شرح میں درر کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

المنذور اذا کان لہ الاصل فی الفروض لزم الناذر کالصوم والصلوٰۃ والصدقۃ والاعتکاف وما لا اصل لہ فلا یلزم الناذر کعیادۃ المریض وتشییع الجنازۃ ودخول المسجد وبناء القنطرۃ والرباط والسقایۃ ونحوھا ھذا ھو الاصل الکلی (علامہ شامی)

"یعنی اگر منت کی اصلیت فرائض ثابتہ میں موجود ہو تو پھر لازم ہوگی مثلاً روزہ، نماز، صدقہ اور اعتکاف وغیرہ۔ اگر نہ ہو تو نہیں لازم ہوگی جیسے عیادت مریض تشییع جنازہ دخول مسجد، پل بنانا۔ سرائے بنانا اور سبیلیں بنانا یہ اصولی فارمولا ہے۔"

AsliAhleSunnet.com

امام ابن نجیمؒ فرماتے ہیں اس کے لئے تین شرائط ہیں کہ:

۱۔ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔

۲۔ فرائض کی جنس سے ہو۔ اور

۳۔ عبادت مقصودہ ہو۔ (بحر الرائق)

مولانا عبد الحی لکھنوی فرماتے ہیں جنس فرائض سے اس کا تعلق ہو۔ عبادتِ مقصودہ ہو۔ غیر مقصودہ نہ ہو مثلاً وضو، تکفین وغیرہ۔ وہ بجائے خود فرض نہ ہو (کیونکہ جو فرض ہے اس کی نذر کے کیا معنی؟ وہ تو کرنے ہی ہوتے ہیں)، گناہ کی بات نہ ہو اور مستحیل الوجود نہ ہو کہ اس کا کرنا ہی کارے دارد ہو۔" (فتاویٰ)

باقی رہا یہ حیلہ کہ "فلاں بزرگ کی درگاہ کے حاجتمندوں کو دی جائے گی" تو یہ مفت خوروں کو جنم دے گا۔ اس کے علاوہ کتابوں میں جن فقراء کو کھلانے کا ذکر کیا ہے ان سے مراد یہ مجاور اور اہل بدعت نہیں ہیں۔

ہمارے عہد کی خانقاہوں کے فقراء یہ لوگ تو دنیا کا رشتہ خدا سے کاٹ کر ان بزرگوں سے جوڑ رہے ہیں۔ بدعات کی تخلیق کرتے ہیں۔ بزرگوں کی پوجا کے آداب سکھاتے ہیں۔ ان کو تو یہاں سے بیک بینی و دوگوش پکڑ کر نکال باہر کرنا چاہیئے۔ چہ جائیکہ ان مہنتوں کو پالا پوسا بھی جائے۔

ان مہنتوں کی وجہ سے جو کچھ آجکل خانقاہوں پر ہو رہا ہے اس کے بارے میں ایک حنفی امام کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں

اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من العوام وما یوخذ من الزیت والشمع ونحوھا مما ینقل الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام ما ابتل الناس بذلک ولا سیما فی ھذہ الاعصار (درمختار)

یقین کیجئے: اکثر عوام جو نذر مردوں کے لئے دیتے ہیں۔ مثلاً تیل، چراغ اور دوسری اشیاء جو اولیائے کرام کی خانقاہوں کے لئے تقرب کی نیت سے لے جاتے ہیں۔ وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں اور لوگ اس میں بری طرح مبتلا ہو چکے ہیں۔ خاص کر اس زمانہ میں"

علامہ شامی لکھتے ہیں:

لم تثبت فی الشرع جوازہ للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق لانہ حرام بل سحت ولا یجوز للخادم الشیخ الا ان یکون فقیرا۔ وایضا مکروہ تحریما مالم یقصد الناذر النفس ب

بقیہ صـ۳۳ پر

AsliAhleSunnet.com

علامہ ڈاکٹر حافظ مولانا مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی خدمات

وحید الزماں ۔ مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور

جامع المعقولات والمنقولات حضرت العلامہ حافظ مصلح الدینؒ ضلع اعظم گڈھ کے مشہور و معروف گاؤں جیراجپور میں ۱۹۲ء میں پیدا ہوئے ۔ مولانا محترم بچپن سے ہی نہایت ذہین اور قوی الحافظہ تھے ۔ دس سال کی عمر میں ناظرہ حفظ قرآن و دیگر ابتدائی کتابوں کی تعلیم حاصل کی ۔

بعدہٗ اپنے دادا حضرت مولانا عبدالغفورؒ کے ہمراہ مدرسہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ آئے اور یہاں علوم و فنون کی تکمیل کی اور صرف اٹھارہ سال کی عمر میں ایک جید عالم بنکر نکلے ۔ طالب علمی ہی کے زمانے سے آپ کی ذہانت و فطانت قابل توجہ تھی جس کی بنا پر اراکین دارالعلوم احمدیہ سلفیہ نے آپ کو بحیثیت مدرس رکھ لیا مولانا محترم وہاں مسلسل پندرہ سال تک تدریسی فرائض حسن و خوبی کیساتھ انجام دیتے رہے ۔

۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء کو موصوف مدرسہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے عبداللہ پور تشریف لائے اور مستقل جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور میں تیس برسوں تک تدریسی و تبلیغی فرائض انجام دیئے گویا کہ زندگی عبداللہ پور میں گذاری ۔ ان کی تبحر علمی اور تدریسی صلاحیتوں کا سہرہ دور دراز تک ہونے لگا اور علم حدیث پر دسترس کے چرچے عام ہونے لگے ۔ اور اس پسماندہ ضلع کے ایک دیہات میں واقع جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور میں بھی نمایاں تبدیلی و ترقی کے باب کھل گئے ۔ بہار و بنگال اور دور و دراز علاقے کے سینکڑوں تشنگان علم کی پیاس بجھتی رہی ۔ ان کے تلامذہ میں ایسے طالبان علم بھی شامل ہوئے جو دوسرے مدارس سے سند فراغت لیکر آئے حتی کہ دورۂ حدیث بخاری کیلئے دیوبند، مئو ، اور مدرسہ عالیہ کلکتہ وغیرہ بلند تعلیمی اداروں کے فارغین مولانا کے درس میں شامل ہوکر ان کی شاگردی کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے ۔

AsliAhleSunnet.com

چنانچہ ان کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد آج بھی ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے تعلیمی اداروں ومدارس میں نمایاں طور پر تدریسی فرائض انجام دے رہی ہے۔ اور مولانا مرحوم کے مشن تبلیغ دین کے لئے بھی سرگرم عمل ہیں۔

مولانا موصوف ایک بے بدل عالم دین۔ خدا آگاہ بزرگ اور مواخاۃ اسلامی کا گراں قدر نمونہ ہی نہ تھے۔ بلکہ ذہانت وفطانت وسعت نگاہی اور محبت ومواساۃ کی خوبیوں سے پُرنادر شخصیتوں میں سے تھے۔ مرحوم کو نہ صرف تعلیمی میدان ہی میں دستگاہ حاصل تھی بلکہ تقریر وخطابت کے میدان کے جادوگر اور اختصار نویسی کے بادشاہ تھے۔

قومی وعلمی مسائل پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ اور انھیں تبلیغی کاموں سے گہری دلچسپی تھی ان کا مشن تھا کہ امت مسلمہ تمام تر ملکی اختلافات اور فرقہ وگروہ بندیوں کے حصار سے نکل کر اسلام اور مسلمانوں کی دینی خدمات کیلئے ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہو جاتے اور اسلامی روایات کو تازہ کرے۔ جس دلجمعی کے ساتھ مولانا نے بہار کے اس پسماندہ علاقہ کے دیہاتی ماحول میں زندگی گذاری یہ ان کی سادگی بے نفسی اور قناعت کی اعلیٰ مثال ہے۔ اور اس کے پیچھے محض ان کا تبلیغی مشن، تدریسی ذوق اور دینی خدمت کا جذبہ کارفرما تھا۔

اس پسماندہ قبائلی علاقہ میں مسلمانوں کی عام حالت بد تر قبائیلیوں کے درمیان آباد ہے۔ اکثریت غربت جاہل اور مذہب سے بیگانہ ہے۔ حتی کہ اکثر اپنے تشخص قومی ودینی بھی کھو چکے تھے۔ عیسائی مشنری کا زور اور بدعتی ومعرفتی غیر متشرع پیروں کا استحصال جاری تھا ان کے اندر سے اسلام کی روح نکلتی جارہی تھی۔ حلال وحرام کی تمیز بھی ندارد، نت نئے فتنے اٹھتے۔ بنگال کی سرزمین سے بھی وقتاً فوقتاً اسلام دشمن تحریکیں اٹھتیں اور ادھر کا رخ کرلیتیں۔ اس صورت حال نے مولانا کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اور قوم کی اس زبوں حالی سے بے چین ہو اٹھے۔ حالات پر گہری نظر ڈالی اور حق وصداقت کی طاقت کے ساتھ پوری مستعدی سے ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کا عزم کیا۔ ملک کے تمام اسلامی تحریکوں اور تبلیغ سے متعلق کارکنوں نیز مدارس کے سربرآوردہ علماء کرام سے رابطہ قائم کیا۔ علاقہ کی تمام برائیاں، بغیر مذہبی رسوم اور اخلاقی خرابیوں کا سروے کیا تو حیرت انگیز واقعات سامنے آئے۔ بد عقیدگی کا یہ عالم تھا کہ کہیں عیسائیت انھیں دام فریب میں مبتلا کررہی تھی۔ کہیں قادیانیت ان پر مسلط ہو رہی تھی اور کہیں معرفتی پیرا پنی پوری قتنہ سامانیوں کیساتھ حاوی ہو کر انھیں مذہب سے بیگانہ بنا چکا تھا۔ اور کفر والحاد اور زندقہ کے زہریلے ناگ اپنا پھن اٹھائے آزادانہ اپنا زہر دوسروں تک منتقل کرنے میں مصروف تھے۔

مولانا موصوف نے اپنے تدبر بصیرت، عمل پیہم اور جہد مسلسل سے ان فتنوں کا انسداد کیا چنانچہ عیسائیت

AsliAhleSunnet.com

بدعت، قادیانیت اور اشتراکیت کے تمام فتنوں نے دم توڑ دیا۔

مولانا مرحومؒ نے اپنی فہم و بصیرت کو مہمیز دی اور جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور میں ایک شعبۂ تبلیغ قائم کی پھر تبلیغی لٹریچروں کی اشاعت مختلف زبانوں میں ہونے لگی۔ چھوٹے چھوٹے پمفلٹ لکھے اور عام کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس سے ذرا بھی غفلت ان فتنوں کے لئے پھر موقع فراہم کر سکتی ہے اس لئے مختصر کتابچے اور اشتہارات گھر گھر پہونچائے جائیں انھوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ملک کے ممتاز عالموں اور ماہرین تعلیم سے جلسوں میں تقریریں کروائیں۔ جہاں ضرورت پڑی خود گئے اور ٹیمیں بنا بنا کر ان علاقوں کا دورہ شروع کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر محاذ پر نبرد آزمائی کے آگے باطل ٹک نہ سکا اور فنا ہو گیا۔

مولانا اپنے تجربات کی روشنی میں اس مشن کو ملک گیر پیمانے پر جاری رکھنے کی خواہشوں کی تکمیل چاہتے تھے۔ لہذا اپنے اغراض و مقاصد اعلیٰ کے لئے انھوں نے جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور کو خیرباد کہا اور جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس تشریف لے گئے کہ وہاں پریس اور دیگر تمام سہولتیں میسر آئیں گی نیز اس مرکزی مقام سے مشن کو زبردست تقویت ملے گی اس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ وسیع پیمانے پر دینی رسائل، کتابچے اور پرچے کی ترتیب و تدوین میں مصروف ہی ہوئے تھے کہ مختصر سی علالت کے بعد انیس دسمبر ۱۹۸۱ء مطابق ۲۱ صفر ۱۴۰۲ھ بروز شنبہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ سچ کہا گیا ہے موت العالِم موت العالَم

آہ ایک بلند مرتبہ عالم، راسخ العقیدہ مومن، بلند عزائم سے پُر باحوصلہ مرد مجاہد و مبلغ دین حافظ قرآن اور علامۂ وقت ہمارے درمیان سے اٹھ گیا خانوادۂ اہلحدیث کے ماہ درخشاں اور آفتاب علم و حکمت کی تابانیوں سے پورا ملک محروم ہو گیا۔

مولانا کی وفات سے ہندوستان کے اہل علم و بصیرت کے درمیان جو خلا پیدا ہوا ہے وہ نہ صرف جماعت اہلحدیث کے لئے بلکہ پوری امت مسلمہ کیلئے ایک عظیم ملی نقصان ہے اس خلا کو ابد تک محسوس کیا جاتا رہے گا۔

مولانا نہ صرف ایک جید عالم تھے بلکہ وہ مبلغ دین اور کتاب و سنت کے پابند باوضع، شریعت محمدی کے پیکر بھی تھے۔ بستر مرگ پر بھی اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھیں وہ اس سرائے فانی میں نہ رہے لیکن ان کے شاگردوں کی بھاری تعداد ان کی تبلیغی خدمات، لٹریچر اور پمفلٹ ان کی یاد دلاتے رہیں گے اور ان کے علمی کارنامے ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔

AsliAhleSunnet.com

کسی قوم کے لئے اپنے اکابر کے مشن کو جاری وقائم رکھنا ہی سچا خراج عقیدت ہے اور ہمیں امید ہے کہ مولانا سے محبت رکھنے والے ان کے رفقاء، شاگردانِ عزیز اخوان اہلحدیث اس تبلیغی مشن کو جاری رکھیں گے۔

مولانا کا مشن جاری ہے اور ہم لوگ اس چراغ کو جلائے رکھنے کا عزم کر چکے ہیں۔ جن حضرات کو مولانا کے تبلیغی لٹریچروں کی ضرورت ہو وہ ذیل کے پتہ پر صرف ڈاک خرچ بھیج کر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جو مخیر حضرات رفاہ عام کے لئے اس کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں انھیں اس کے لئے کھلی اجازت ہے۔

اخیر میں ہم مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ خداوند قدوس اپنی قدرت کاملہ سے مولانا مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے اور مسلمانوں کی عظمت پارینہ کو لوٹا دے اور قوم ملت کو صبر و استقامت کے ساتھ تبلیغ دین کی توفیق عطا کر دے۔ اور ملک و ملت کیلئے سازگار فضا ہموار فرما دے آمین

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

پتہ :۔ شعبۂ تبلیغ جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور، ڈاکخانہ اگلوئی۔ ضلع صاحب گنج (بہار)

اعلان

(۱) اس دائرے میں سُرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کا سالانہ زر تعاون اس ماہ پر ختم ہو رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ نے ماہنامہ محدث کو اب تک مفید پایا ہوگا۔ اگر آپ ہمیں اسی طرح خدمت کا موقع دینا چاہتے ہیں تو زر تعاون مبلغ ۳۰ روپے روانہ فرما کر خریداری کی تجدید کرالیں۔

(۲) نیز وہ خریدار حضرات جنکو ماہنامہ محدث موصول نہیں ہو پا رہا ہے وہ اپنا صحیح اور صاف پتہ تحریر کر کے دفتر محدث کو روانہ کر دیں۔ تاکہ ماہنامہ ان کو پہونچتا رہے۔

(دفتر محدث بنارس)

AsliAhleSunnet.com

برِصغیر پاک و ہند کے چند تاریخی حقائق کے اصلی خدّ و خال

مولانا محمد اسلم سیف فیروزپوری (ماموں کانجن)

بریلویت کے اصلی خدّ و خال

پاکستان میں ایک نئی تحریک چل نکلی ہے کہ قلم اور سینے کے زور سے تاریخی حقائق کو توڑ مروڑ کر اپنے کھاتے میں ڈالا جائے اور لوگوں کو غلط تاثر دے کر تاریخی حقائق میں گمراہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کی انتہائی بھونڈی مثال ہمارے بریلوی بھائی پیش فرما رہے ہیں۔

بریلوی کوئی فقہی مکتبِ فکر یا دینی دبستان خیال نہیں بلکہ حنفیت کی ایک برگشتہ شاخ ہے۔ توحید و سنت میں ان کا مسلک و مشرب اسلام سے نہ صرف خاصا دور ہے بلکہ اس کی ضد ہے۔ توحید کا صاف ستھرا تصور ان کے یہاں شرک اور شرکیہ رسوم سے آلودہ ہو چکا ہے۔ سنت کے باب میں ان میں لاابالی پن نہ صرف گھر کو گر چکا ہے بلکہ سنت کے تمام امور میں بدعات کو غلبہ حاصل ہے۔ ہمارے بریلوی بھائیوں کے یہاں خالص توحید و سنت کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ قصے، کہانیاں افسانہ طرازیاں، غلط سلط واقعات، جھوٹے خواب، من گھڑت کرامات، حقائق سے دور واقعات، سنسنی خیزی اور گپ نما انکشافات ان کے علم و فضل کی معراج ہے۔

فرنگی فارمولا

انگریز بڑی ڈپلومیسی سے برصغیر پاک و ہند میں داخل ہوا اور اس نے رسوائے زمانہ اصول "پھوٹ ڈالو حکومت کرو" پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دھیرے دھیرے پورے برصغیر پر تسلط جما لیا۔ ۱۷۵۷ء پلاسی اور ۱۷۹۹ء سرنگا پٹم کے میدانوں میں اپنے جعفروں اور صادقوں کے ذریعے شیر مشرق سراج الدولہ اور شیر دکن ٹیپو سلطان کو شہید کر کے مشرقی ہند اور جنوبی ہند پر مکمل قبضہ کر لیا۔ اپنے احسن اللہ خاؤں، الٰہی بخشوں میر رجب علیوں اور مرزا غلام مرتضائوں کے ذریعے وسطی ہند اور شمالی ہند بھی مکمل طور پر ان کے قبضہ میں آ گیا۔ ہزارہ کے خوانین کے ذریعے امیر المومنین سید احمد شہیدؒ شیر بیشہ توحید شاہ اسماعیل شہیدؒ مولانا عبدالحی بڈھانویؒ[1] قافلۂ سادات اور جماعتِ مجاہدینؒ کو دھوکے سے جنرل شیر سنگھ کی قیادت میں سکھ فوجوں سے ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو صحابہؓ کے مشن

[1] مولانا بڈھانوی اس معرکہ سے پہلے خیبر میں وفات پا چکے تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ (ع۔ ن)

AsliAhleSunnet.com

کی علمبردار جماعت کو تہ تیغ کروا کر انگریز نے برصغیر کو غلام بنانے کا راستہ ہموار کر لیا۔ جماعت مجاہدین نے ہر مقام پر انگریز اور اس کی معنوی اولاد سے ہمیشہ دو دو ہاتھ جاری رکھے۔ جب موقع ملا جماعت مجاہدین نے کبھی انگریز کو معاف نہیں کیا۔ شمالی کوہستانوں میں مراکز بنا کر وہ انگریز پر ہمیشہ کامیاب شب خون ڈالتے رہے۔ کوئی مصلحت، طمع یا لالچ، ان کے آڑے نہ آسکی۔ وہ سود و زیاں سے بے نیاز ہو کر پوری استقامت، جرأت، مستعدی اور ہمت سے سالہا سال تک انگریز سے برسر پیکار رہے۔ اور اس حقیقت کا اظہار کتنی مسرت انگیز، کتنے فخر و مباہات کا باعث اور کس قدر حقائق پر مبنی تاریخی عظمت ہے کہ تحریک مجاہدین کلیۃً اہلحدیث کی تاریخ تھی۔

۱۸۵۷ء مسلمانان برصغیر کے لئے مصائب، مشکلات، پریشانیوں، فکر مندیوں، تباہیوں، بربادیوں اور قتل و غارت کا سال ہے۔ یہی وہ منحوس سال ہے جس میں ہندوستان بھر سے مسلمانوں کی کم و بیش ہزار سالہ بساطِ اقتدار لپیٹ کر رکھ دی گئی۔ اور مغلیہ خاندان کے اقتدار کا ٹمٹماتا ہوا چراغ ہمیشہ کے لئے بجھ گیا۔ یہ سال مسلمانوں کے لئے المناکیوں اور صدمات کے پہاڑ لے کر آیا۔ اس بحرانی سال میں فرزندانِ اہلحدیث نے جنرل بخت خاںؒ ایسے حریت مآب سپوتوں کی قیادت میں آزادیٔ وطن کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ لیکن غدارانِ وطن اور غدارانِ ملت ان کی ناکامی کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ یاد رہے کہ جنرل بخت خاں بھی اہلحدیث کا مایۂ ناز فرزند تھا۔ یہ بات کس قدر حقائق پر مبنی ہے کہ اہلحدیث کے علاوہ کسی فقہی مکتب فکر نے اہلحدیث کی طرح باجماعت انگریز کے ساتھ جہاد نہیں کیا۔ بلکہ اہلحدیثوں کو تہ تیغ کروانے کے لئے کئی نام نہاد مولویوں نے انگریز کو خوش کرنے اور اپنی چاندی بنانے کے لئے نہ صرف اہلحدیثوں کی مخبری کی بلکہ بڑی ظالمانہ اور جاہلانہ کتابیں لکھ کر اہلحدیث کے خلاف جلتی پر تیل کا کام کیا۔ بقول ڈاکٹر تاراچند برصغیر میں مسلمانوں میں اہلحدیث گروہ نے ملک کی آزادی کے لئے پانچ لاکھ انسانوں کی قربانی دی۔ اور بقول میاں محمد شفیع مرحوم انگریز نے دہلی شہر سے پانچ ہزار علماء کو شہید کیا۔ جن میں اکثریت اہلحدیث کی تھی۔

ایک زبردست حقیقت انگریز کے خلاف مسلح جہاد میں حنفیت کی بریلوی شاخ نے نہ صرف کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ انگریز کے مخالفوں کے خلاف ان کی تمام تر مساعی جاری رہیں۔ ہمارے بریلوی بھائی ہمیشہ انگریز کا آلۂ کار بن کر اپنے دام کھرے کرتے رہے اور اہلحدیث ہمیشہ انگریز کا نشانۂ ستم بنے رہے۔ ہمارے ان بھائیوں نے انگریز کو خوش کرنے کے لئے اہلحدیثوں کو وہابی کہہ کر بدنام کرنے کی شرمناک تحریک جاری کی۔ پٹنہ کیس، انبالہ کیس، کلکتہ کیس، فیروز پور بم کیس، قاضی کوٹ اسلحہ کیس کہیں بھی ہمیں فرزندانِ اہلحدیث کے بغیر کوئی اور دکھائی

AsliAhleSunnet.com

نہیں دیتا اہلحدیث حریت پسندوں کو عبور دریائے شور اور کالے پانیوں کی سزائیں دی گئیں۔ ان کی جائدادیں ضبط کی گئیں ان کے مکانات کو پیوند خاک کر کے ٹاوق ہال بنائے گئے ان کو حبس دوام کی سزائیں دی گئیں۔ ان کو تختہ دار پر کھینچوایا گیا ان کی زبان بندیاں کی گئیں۔ ان کو ملک بدر کیا گیا۔ ان سے ہر چیز چھین لی گئی۔ لیکن اہلحدیث جیالے اتنے سخت جان، بہادر اولوالعزم اور مجاہد تھے کہ انگریز کی کوئی بھی قہرمانیت ان کو نہ ڈرا سکی نہ دبا سکی اور نہ راہِ حق سے ہٹا سکی۔ وہ پوری پامردی سے سالہا سال انگریز کے خلاف ان کی پکار بلکہ للکار اور یلغار جاری رہی۔ اسی قافلۂ حریت کی حدی خوانی کا اعتراف انگریز محققین اور مورخین نے خود کیا ہے۔ آپ خوردبین لگا کر نظر دوڑالیں اس عظیم دعوت و عزیمت اور جہاد و غا میں کہیں کوئی بریلوی اور کوئی حنفی دور دور تک دکھائی نہیں دیتا۔ حیرت ہے آپ ان تمام مجاہدانہ تگ و تاز اور بہادرانہ اولوالعزمیوں کو اہلحدیث کے کھاتے سے کھرچ کھرچ کر ان لوگوں کو جنگِ آزادی کا ہیرو بنایا جا رہا ہے جو ہمیشہ انگریز کے نخچیر اور حکمرانوں کی زلف گرہ گیر کے اسیر رہے ہیں۔

ایک مشابہت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک جہاد اور تحریکِ تبلیغ توحید و اشاعت سنت کے خلاف جس شخصیت نے خم ٹھوک کر اور سینہ تان کر مخالفت کی اسے مولوی فضل حق خیرآبادی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مولوی فضل حق خیرآبادی وہی ذات شریف ہیں۔ جنھوں نے شاہ اسماعیل شہیدؒ ان کے افکار و نظریات کے خلاف شدید الفاظ میں لکھا۔ مولوی فضل حق خیرآبادی نے انگریز کو خوش کرنے کے لئے سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی تحریک جہاد پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ انگریزوں کی حمایت میں مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ پر تابڑ توڑ حملے کیے۔ مولانا شاہ شہیدؒ کی "یک روزی" ان کی ہفوات کے جواب میں ہے[1]۔

ایک مجاہد جو مولوی فضل حق کے ہم نام تھا۔ اس کی ولدیت بھی مولوی فضل حق کی ولدیت کے ہم نام تھی۔ وسطی ہند کا یہ مجاہد انگریز کے ہتھے نہ چڑھ سکا۔ مولوی فضل حق خیرآبادی کے کسی ذاتی دشمن نے انگریز سے مخبری کی کہ جس فضل حق کی تم تلاش میں ہو وہ یہی تو ہیں۔ چنانچہ اسی مشابہت کی وجہ سے مولوی فضل حق گرفتار کر لئے گئے اور ان کو کالے پانی کی سزا دی گئی۔ ہمارے بریلوی حنفیوں کا یہی سبب

[1] یک روزی جہاد کے سلسلے میں نہیں مسئلہ امکان و امتناعِ نظیر کے مسئلے پر ہے۔ (ع۔ ن)

AsliAhleSunnet.com

بڑا جنگ آزادی کا کارنامہ ہے۔ حالانکہ اس کے علاوہ ان کی تاریخ میں انگریز کے خلاف کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا اور اس باب میں مولوی فضل حق خیرآبادی مرحوم بے چارہ بے گناہ اور بے قصور تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی فضل حق خیرآبادی کے صاحبزادے مولوی عبدالحق خیرآبادی نے پریوی کونسل لندن میں اپنے بے قصور بے گناہ باپ کا کیس لڑا۔ اور دلائل و براہین سے انگریز کی عدالت میں اپنے اس استغاثے کو پیش کیا۔ اور مولوی عبدالحق نے فرمایا کہ ہمارا وہ خاندان ہے جس نے پورے زور اور خلوص سے انگریز کی حمایت کی۔ ہمارا ہی وہ خاندان ہے جس نے انگریز کے مخالفین کی تکفیر کی۔ ہم ہمیشہ انگریز کے بہی خواہ اور مخلص خدمتگار رہے ہیں ہم نے ہی تحریک مجاہدین اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ اس کے بخیے ادھیڑے ہم آپ کے ازلی اور ابدی خیر خواہ، ہمدرد اور مخلص معاون اور نادار ہیں۔ انگریز کو اپنے مخلصین کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ میرا باپ بے گناہ ہے وہ ایک انگریز دشمن کے ہم نام ہونے کی وجہ سے ہمارے کسی دشمن کی مخبری پر دھر لیا گیا ہے۔ لہذا میرے باپ کی کالے پانیوں کی سزا کو منسوخ کیا جائے۔ اور میرے باپ کی رہائی کا پروانہ مجھے دیا جائے لہذا پریوی کونسل کے انگریز جج صاحبان نے اپنے اس مخلص حامی۔ مخلص وفادار اور ازلی و ابدی ذلہ خوار کے دلائل کو وزنی سمجھتے ہوئے مولوی فضل حق خیرآبادی کی رہائی کا پروانہ انھیں دے دیا گیا۔ مولوی عبدالحق اپنے باپ کی رہائی کا پروانہ لے کر واپس ہندوستان پہونچا اور کلکتہ سے کالے پانی کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو مولوی فضل حق خیرآبادی کی رسوائی پسند نہ تھی مولوی فضل حق اشتباہ اور مغالطہ کی وجہ سے گرفتار کئے گئے تھے۔ چونکہ مخلص حریت پسند مجاہدین میں خواہ انھیں مغالطے سے ہی شامل کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی عظمت میں ان کو شامل رکھنے کے لئے ان کو موت کی وادی میں بھیج دیا۔ چنانچہ ادھر مولوی عبدالحق ان کی رہائی کا پروانہ لے کر انڈمان کے ساحل پر اترا ادھر مولوی فضل حق کا جنازہ آرہا تھا۔ اب اس واقعہ سے مولوی فضل حق خیرآبادی کی مجاہدانہ تگ و تاز کا آپ اندازہ کر چکے ہوں گے۔ یہی وہ واقعہ ہے جسے ہمارے بریلوی بھائی فخر سے بیان کرتے نہیں تھکتے۔ حالانکہ اس میں فخر سے زیادہ شرم کی بات ہے۔ "الثورۃ الہندیہ" ان کی تصنیف کا ترجمہ بغاوت ہند کے نام سے کیا گیا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔ اور نہ ہی مولوی فضل حق کے قلب و ذہن میں انگریز کی مخالفت کا کوئی شمہ تھا بلکہ اس کا صحیح ترجمہ ہندوستانی انقلاب ہے۔ بس اتنی سی بات تھی، جسے ہمارے بریلوی بھائیوں نے جنگِ آزادی کا افسانہ بنا دیا۔

دو شہر بانس بریلی اترپردیش (یوپی) کا ایک شہر بلکہ ضلعی صدر مقام ہے۔ رائے بریلی صوبہ یوپی

AsliAhleSunnet.com

کا ایک مرکزی شہر ہے ان دونوں شہروں سے ہماری ملی تاریخ نہیں ہے ان دونوں شہروں کے دو سپوتوں کا الگ الگ کردار ہے۔ الگ الگ ملی کارنامے ہیں۔ الگ الگ دینی تشخص ہے۔ الگ الگ دینی خدمات کے وسیع دائرے ہیں۔ اول الذکر شہر سے انگریز کی وفاداری، حمایت اور مسلمانوں کی تکفیر کی داستان وابستہ ہے۔ ثانی الذکر شہر سے حریت پسندی، دینی عظمت اور انگریز سے بھرپور عملی جہاد کی تاریخ کا گہرا تعلق ہے۔ بریلوی کوئی فقہی مکتب فکر نہیں اور نہ کوئی اسلامی مدرسۂ خیال ہے۔ نہ ہی بریلی کسی مقدس امام اور عظیم دینی شخصیت کا نام ہے۔ بانس بریلی ایک شہر ہے جس میں مسلم و غیر مسلم سب ہی رہائش پذیر ہیں حیرت ہے عشق رسول کے دعویدار ہمارے یہ بھائی اپنے کو محمدی یا مکی مدنی کہلانا کیوں پسند نہیں کرتے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے ان کے عشق رسول کی الٹی گنگا کیوں بہتی ہے۔ اتنی فہم و فراست کے باوجود یہ الٹے بانس بریلی کو جا رہے ہیں۔

بقیہ نذر و نیاز اور بزرگان دین ص ۲۷ کا:

الی اللہ تعالیٰ ویقطع النظر عن نذر الشیخ ویقصد صرفہ علی الفقراء (شامی)

مخلوق کیلئے نذر ماننا بالاجماع حرام ہے۔ شرع میں اس کا جواز ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ حرام ہے بلکہ ایسا حرام ہے جو پلید بھی ہے بزرگ کے خادم کے لئے بھی یہ جائز نہیں۔ غریب ہو تو لے سکتا ہے۔ جب تک نذر دینے والا التقرب الی اللہ کا قصد نہ کرے۔ شیخ سے نظر ہٹا کر اور فقیروں پر خروج کرنے کی نیت نہ کرے۔ اس کا لینا مکروہ تحریمی ہے۔" الغرض ہمارے عہد میں نذر و نیاز نے عہد جاہلیت کی نذر و نیاز کی یاد تازہ کر دی ہے۔ پس اس سے بچیے۔

خدا ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(تنظیم اہلحدیث لاہور)

AsliAhleSunnet.com

عورت کے چہرے کا پردہ؟

ہارون رشید صدیقی

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد:

ارشاد ربانی ہے:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (النور: ۳۰، ۳۱)

آپ مسلمان مردوں سے کہدیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں، اور مسلمانوں عورتوں سے بھی کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) ظاہر نہ کریں مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (اکثر) کھلا رہتا ہے۔ (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت (کے مذکورہ مواقع) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں، مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے (محارم پر یعنی) باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے حقیقی علاتی یا اخیافی) بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی (حقیقی، علاتی اور اخیافی) بہنوں کے

AsliAhleSunnet.com

بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا اُن مردوں پر جو طفیلی (کے طور پر رہتے) ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو، یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ابھی ناواقف ہیں (مراد غیر مراہق ہوں) اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور مسلمانو (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی ہو تو) تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

... ...

ان آیات میں مسلمان مردوں اور عورتوں دونوں کو ایک دوسرے کے سامنے آنے کی صورت میں نگاہ نیچی رکھنے کا حکم ہے۔ ساتھ میں شرمگاہوں کی حفاظت کا بھی حکم ہے اور یہ دونوں حکم مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں ہیں، غیر محرم پر بے تکلف نگاہ ڈالنے میں شیطان کو ورغلانے کا موقع ملتا ہے، جس سے شرمگاہوں کے محفوظ نہ رہ سکنے کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے، اس لیے ضروری قرار دیا کہ ایک دوسرے سے نگاہ نیچی رکھیں "من ابصارھم" اور "من ابصارھن" میں اس بات کی گنجائش نکلتی ہے کہ ایک دوسرے پر بالکل نگاہ ڈالنا منع نہیں ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے پر نگاہ پڑ جانا گناہ نہیں ہے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت بریدہ سے روایت نقل ہے، جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "یا علی! نظر پر نظر مت ڈالو، پس پہلی نظر تم کو معاف ہے اور دوسری پر تم سے مواخذہ ہوگا۔ (کتاب النکاح مفہوم حدیث) اور صحیح مسلم میں کتاب الادب میں حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی سے روایت ہے کہ "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے مجھے نگاہ پھیر لینے کا حکم دیا۔ (مفہوم حدیث)

آیتِ مذکورہ میں عورتوں کی اپنی زینت چھپانے کا حکم بھی ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں کا ذکر بھی، جن سے زینت چھپانا ضروری نہیں۔ ان میں اول نمبر شوہر کا ہے، جس سے تو زینت کیا کچھ بھی نہیں چھپانا ہے۔ شوہر کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہے جن سے کبھی بھی نکاح درست نہیں اور وہ ہیں، اپنے والد، شوہر کے والد (یعنی خسر) اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے (سوتیلے بیٹے) بھائی اور بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے۔ اس کے بعد ایسے مرد کو بھی ان میں شامل کیا ہے جو گھر میں پل رہا ہے، کچھ خدمات بھی انجام دے رہا ہے اور اس کو عورتوں کی طرف کوئی رغبت نہیں، ان بچوں کو بھی شامل کیا ہے جن کو عورتوں کے اعضاء مستورہ کا ابھی شعور نہیں، مسلمان عورتوں کا بھی ان کے ساتھ ذکر کیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ غیر مسلم عورت سے پردہ ہے اس آیت میں تمام محرموں کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے۔ دوسری آیت اور احادیث کی روشنی میں کچھ اور مرد ہیں جو

AsliAhleSunnet.com

محرم ہیں اور ان کے سامنے محدود زینت کا اظہار جائز ہے۔

سورہ نساء میں جن لوگوں سے نکاح حرام ہے ان میں دودھ کے رشتے کی ماں، دودھ شریک بہن، بیوی کی ماں، بھائی کی بیٹی، بہن کی بیٹی بھی ہیں لہٰذا وہ مرد جس کو دودھ پلایا، دودھ شریک بھائی، داماد، چچا اور ماموں بھی محرم ہوئے۔ دودھ کے رشتہ سے جو جو لوگ حرام ہوئے، سب اس میں شامل ہوئے، اصول یعنی دادا، پردادا، نانا، پرنانا، فروع یعنی پوتے پرپوتے، نواسے پرنواسے سب اس میں شامل ہوئے یعنی ان سے پردہ نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سامنے اگر عورت بے ضرورت بھی سر، باہیں، گلا وغیرہ کھول دے تو گنہ گار نہ ہوگی لیکن پستان، ناف، ران وغیرہ ان کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں۔ البتہ شوہر سے کچھ بھی پردہ نہیں۔

ان مذکورہ لوگوں کے علاوہ سارے مرد غیر محرم ہیں، ان سے پردہ ہے، ان کے سامنے زینتوں کا ظاہر کرنا حرام ہے، لیکن آیت میں بعض زینتیں مستثنیٰ بھی ہیں، جن کے لیے "الا ما ظھر منھا" آیا ہے۔ یعنی تمام زینتوں کا غیر محرموں کے سامنے ظاہر کرنا حرام ہے، لیکن جو زینتیں ان زینتوں میں سے ظاہر رہتی ہیں یا ظاہر ہو جائیں، یا یوں سمجھیے کہ جن کے ظاہر کرنے کی بار بار ضرورت پڑا کرتی ہے، غیر محرموں کے سامنے بھی ان کے ظاہر کرنے یا ہونے میں حرج نہیں۔

ان مستثنیٰ زینتوں کے بارے میں شروع ہی سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ جس کے اسباب میں سے ایک سبب تو یہ ہے کہ زینت کی تعریف اور "الا ما ظھر منھا" کی لغوی تفسیر بیان کرتے میں مختلف صورتوں کی گنجائش موجود ہے۔ نیز علماء نے جو معانی بیان کیے ہیں، ان کی تائید میں صحابہ کرام کے مختلف عمل بھی موجود ہیں اور قول بھی لہٰذا چاہیے کہ جس صاحب علم کی سمجھ میں جو تفسیر صحیح معلوم ہو اس پر عمل کرے اور دوسرے کے ایسے عمل کو جس کی گنجائش نکل سکتی ہو اس تحقیق کا لحاظ کرتے ہوئے باطل نہ قرار دے اور اس کو عنداللہ عاصی نہ سمجھے۔ اس تمہید کے بعد میں "الا ما ظھر منھا" کی وضاحت پیش کر رہا ہوں۔

"زاد المسیر فی علم التفسیر" میں اس کی تعیین میں سات قول نقل ہیں۔ دوسری تفاسیر جیسے تفسیر طبری تفسیر در منثور میں بھی یہ اقوال نقل ہیں، وہ اقوال یہ ہیں:۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ اس سے مراد:

۱۔ کپڑے، یا چادر جو سب سے اوپر اوڑھی جاتی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

حضرت عبداللہ بن عباس سے دو قول نقل ہیں۔

۲ - ہتھیلی، انگوٹھی اور چہرہ۔

۳ - آنکھ کا سرمہ اور انگوٹھی

المسور بن مخرمہ سے نقل ہے:

۴ - انگوٹھی اور سرمہ

مجاہد کا کہنا ہے کہ اس سے مراد:

۵ - سرمہ، انگوٹھی اور خضاب (یعنی ہاتھ کی مہندی) ہے۔

حضرت حسن کا قول ہے:

۶ - انگوٹھی اور کنگن۔

حضرت ضحاک نے فرمایا کہ اس سے مراد:

۷ - چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں۔

ان ساتوں اقوال میں سے پہلے تین قول دو صحابی کے ہیں۔ ان ساتوں قولوں میں سے کسی بھی قول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کیا گیا ہے

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قول نمبر ۲ پہلے قول کے سوا تمام اقوال کو شامل ہے۔ اس لیے کہ سرمہ آنکھ کے ساتھ ہے، جس کا تعلق چہرے سے ہے، اور خضاب (یعنی مہندی کی سرخی) ہتھیلی کے ساتھ نیز کنگن ہتھیلی سے قریب ہے۔

اس طرح سمٹ کر صرف دو قول رہے ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا اور دوسرا حضرت عبداللہ بن عباس کا، لہٰذا ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ ان دونوں قولوں میں سے جس صحابی کا قول چاہے اختیار کرے۔

پس اگر عورت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کے مطابق نامحرموں سے پورا جسم چھپائے، صرف اس کے کپڑے دکھائی دیں یا صرف اوپر والی چادر نظر آئے جیسا کہ بہت سے علماء اور عام مسلمانوں کے گھروں میں ہوتا چلا آرہا ہے، یا آج کل کے رواج کے مطابق جیسا کہ ہند و پاک اور بنگلہ دیش میں ہے کہ عورتیں نقاب پہنتی ہیں اور اس سے پورا جسم چھپاتی ہیں، اس کا استعمال ہو تو پردہ کی یہ بہترین شکل ہے، جس میں نہ کسی قسم کا اندیشہ

AsliAhleSunnet.com

یکسی حکم کی خلاف ورزی۔ حضرت عبداللہ بن عباس والے دونوں قولوں پر عمل بھی اس عمل میں شامل ہے، اس لیے کہ ان کے نزدیک بھی چہرہ اور ہتھیلی نامحرموں کے سامنے کھولنے کی رخصت ہے، نہ کہ حکم۔

لیکن اگر کوئی عورت نامحرم کے سامنے ضرورت سے یا بغیر کسی ضرورت کے چہرہ اور ہتھیلیاں ظاہر کردیتی ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے مطابق آیت میں اس کی گنجائش ہے اور وہ گنہ گار نہ ہوگی۔ یعنی ان کے نزدیک آیت نامحرموں کے سامنے چہرہ اور ہتھیلی کھول سکنے کی اجازت دیتی ہے۔

ابوبکر الجصاص الرازی الحنفی احکام القرآن کی تیسری جلد میں "الا ما ظهر منها" کے تحت تمام اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "وقال أصحابنا المراد الوجه والكفان" ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں، اس کے بعد جن لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے قول کو اختیار کیا ہے، اس پر کلام فرمایا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ یہاں زینت سے مراد جسم کا وہ حصہ ہے، جس پر زینت کی جاتی ہے، اس لیے کہ زینت کی چیزیں اگر جسم سے علیٰحدہ ہوں تو ان کے دیکھنے میں کسی کو بھی اشکال نہیں۔

ابوبکر محمد بن العربی المالکی اپنی کتاب "احکام القرآن" میں "الا ما ظهر منها" کے تحت فرماتے ہیں کہ والصحيح انها من كل وجه هي التي في الوجه والكفين، اور صحیح یہ ہے کہ وہ زینت ہر اعتبار سے وہی ہے جو چہرہ اور ہتھیلیوں میں ہے۔

یعنی ان کے نزدیک بھی چہرہ اور ہتھیلی کا اظہار غیر محرم کے سامنے جائز ہے۔

شمس الدین محمد بن احمد الشربینی الشافعی اپنی مشہور کتاب "الاقناع"، جلد چہارم ص ۲۴ پر فرماتے ہیں:

وينظر في الحرة الى جميع (الوجه والكفين) ظهرا وبطنا لانهما مواضع ما يظهر من الزينة المشار اليها ما في قوله تعالى: "ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بھی آیت میں نامحرموں کے سامنے ہتھیلیاں اور چہرہ کھولنے کی اجازت ہے۔

احمد بن رشد القرطبی اپنی کتاب "بدایۃ المجتہد" کی پہلی جلد کے صفحہ ۱۱۱ پر فرماتے ہیں کہ عورت کے پورے

AsliAhleSunnet.com

جسم کا پردہ ہے اور سوائے چہرہ اور ہتھیلیوں کے اور کہا کہ اکثر علماء کا یہی قول ہے۔
حدیث میں بھی نامحرموں کے سامنے چہرہ اور ہتھیلی کر سکنے کی گنجائش موجود ہے۔
امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت نقل کی ہے جس کا مفہوم درج کرتا ہوں۔ ان کی بڑی بہن جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہوئیں۔ یعنی حضرت اسماء بنت ابوبکر ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے کپڑے باریک تھے آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ دکھے۔ (اپنی ہتھیلیوں اور چہرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) سوا ان کے۔
علم حدیث کی زبان میں یہ حدیث مرسل ہے، اور مرسل حدیث بعض علماء کے یہاں مقبول ہے۔ احناف بھی مرسل حدیث کو حجت مانتے ہیں لیکن بعض علماء کے نزدیک مرسل حدیث کمزور ہے اور اس سے کوئی حکم ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ ان کے نزدیک قابل حجت نہیں، لیکن یہ بات تو جمہور علماء کے نزدیک مسلم ہے کہ ایسی حدیث جس میں کچھ کمزوری ہے، اسی مضمون کی اگر دوسری معمولی کمزور حدیث ہے تو دونوں مل کر قابل قبول ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح دو مرسل حدیثیں اگر ان میں اور کوئی علت نہ ہو تو قابل قبول ہو جاتی ہیں، چنانچہ اس مرسل حدیث کی تائید میں دوسری حدیثیں موجود ہیں۔
امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت قتادہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکی کو جب حیض آنے لگے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ نامحرموں کے سامنے گٹوں تک دونوں ہاتھ اور چہرہ کے سوا جسم کا اور کوئی حصہ کھولے۔ (مفہوم حدیث)
جلال الدین السیوطی نے الدر المنثور میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔
امام بیہقی نے اپنی سنن میں اس مضمون کی دوسری ضعیف حدیث اسماء بنت عمیس سے نقل کی ہے۔
الہیثمی نے مجمع الزوائد میں اسی مضمون کی حدیث طبرانی سے نقل کی ہے اور حدیث کو حسن بتایا ہے۔
احناف کی فقہ کی کتابوں میں بھی عورت کے چہرہ اور اس کی ہتھیلیوں کو پردہ سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔
چنانچہ ہدایہ جلد اول باب شروط الصلاۃ میں ہے۔ "وبدن الحرۃ کلھا عورۃ الا وجھھا وکفیھا" (آزاد عورت کے پورے جسم کا پردہ ہے، سوائے اس کے چہرے اور ہتھیلیوں کے۔

AsliAhleSunnet.com

امام طحاوی حنفی اپنی کتاب ”شرح معانی آثار“ کی تیسری جلد کے صفحہ ۱۶ پر فرماتے ہیں کہ۔
وقد قیل فی قول اللہ عزوجل ”ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا“، ان ذلک المستثنی
ھو الوجہ والکفان،
فرمایا کہ اس آیت میں جو مستثنیٰ ہے یعنی جسے عورت نامحرم کے سامنے ظاہر کردے تو کوئی حرج نہیں، وہ چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں۔ اور پھر آگے فرمایا کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ہے، نیز فرمایا کہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد بن الحسن بھی یہی فرماتے ہیں۔
غرض کہ حنفی، مالکی، شافعی، تینوں مسلکوں میں نامحرم کے سامنے چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت ہے حدیث پر عمل کرنے والوں کے بڑے اہم ترجمان شیخ ناصر الدین البانی نے تو اس موضوع پر ایک کتاب ہی تصنیف فرمائی ہے، جس کا نام ہے ”حجاب المراۃ المسلمہ“۔ میں نے پہلے فل اسکیپ سائز کے بارہ صفحات کا مضمون لکھا تھا، اس کے بعد مجھے شیخ کی کتاب کا علم ہوا کتاب کا مطالعہ کیا اور اپنے مضمون میں بعض ترمیمات بھی کیں شیخ نے صفحہ ۲۴ پر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں غیر محرموں کے سامنے اپنی ہتھیلیاں اور چہرے کھولتی تھیں اور کہا کہ اس سلسلہ میں کئی احادیث ہیں ان میں سے جو اس وقت یاد ہیں ان کو نقل کرتا ہوں اس کے بعد آٹھ روایتیں نقل کیں۔ طوالت کے خوف سے میں ان کا ذکر نہیں کرتا، جس کا جی چاہے، ان کی کتاب میں دیکھ لے مگر اتنا ضرور کہتا ہوں کہ چہرہ اور ہتھیلی کھولنے کی اجازت کے بغیر ان حدیثوں کی کوئی تاویل ممکن نہیں، جن سے بعض صحابیات کا غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنے کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ تک ثابت ہے۔
شیخ کے نزدیک بھی چہرہ کا پردہ جائز ہے اور اس کی دلیل میں متعدد روایات پیش کی ہیں، لیکن چہرہ کھولنا بھی جائز ثابت کیا ہے۔ البتہ حنبلی علماء نے متفقہ طور پر عورت کو چہرہ کے پردہ کا حکم دیا ہے اور آخر کے حنفی علماء بھی اس طرف گئے ہیں۔ چنانچہ معارف القرآن کی ساتویں جلد کے صفحہ ۲۲۰ پر مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں۔
”مگر امام اعظم ابوحنیفہ نے عورت کے چہرے اور ہتھیلیاں کھولنے کی یہ درجہ نہیں دیا کہ چہرہ کھولنے ہی کو فتنہ کا قائم مقام قرار دیدیں بلکہ حکم اس پر دائر رکھا کہ جہاں فتنہ یعنی عورت کی طرف قریب ہونے کے میلان کا خطرہ یا احتمال ہو وہاں ممنوع ہے اور جہاں احتمال نہ ہو جائز ہے، مگر اوپر معلوم ہو چکا کہ اس زمانہ میں ایسا

AsliAhleSunnet.com

احتمال نہ ہو بالکل شاذ و نادر ہے۔ اس لیے متاخرین فقہائے حنفیہ نے بھی بالآخر وہی حکم دے دیا جو ائمہ ثلاثہ نے دیا تھا کہ جوان عورت کے چہرے یا ہتھیلیوں کی طرف بھی نظر ممنوع ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ کتاب میں امام صاحب کا مذکورہ قول منقول نہیں جو اقوال درج ہیں وہ دوسروں کے ہیں اور ان میں بھی ہے کہ "شہوت کی نظر حرام ہے اور یہ بھی ہے کہ امرد پر بھی شہوت کی نظر حرام ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ ان قولوں سے نظر حرام ہوگی یا پردہ کا حکم ہو جائے گا۔؟

بعض علماء نے چہرہ چھپانے کی دلیل میں سورہ احزاب کی یہ آیت بھی پیش کی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

(اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنے اوپر چادر اوڑھ لیں، (لٹکالیں) اس سے جلد پہچان ہو جایا کرے گی اور ستائی نہ جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

"يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ" اپنی جلبابوں (چادروں) میں سے کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکالیں۔ بہت سے علماء اس طرف گئے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چہرہ پر لٹکالیں، یعنی چہرہ بند کرلیں۔

لیکن جب چہرہ بند ہو جائے گا تو دیکھیں گی کیسے؟ پھر تو چلنے میں دشواری ہوگی۔ تو اس سلسلہ میں ایک روایت بیان کی ہے کہ اس طرح چہرہ بند کریں کہ بائیں آنکھ کھلی رہے۔

تفسیر طبری میں ایک ایسی روایت بھی ملتی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے نقل کی گئی ہے۔ روایت میں ہے کہ: يا أيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المومنين يدنين عليهن من جلابيبهن میں اللہ نے مومنوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے نکلیں۔ تو سر کے اوپر سے اپنے چہروں کو چادروں سے ڈھک لیں اور صرف ایک آنکھ ظاہر کریں۔

اس روایت کی سند طبری یوں نقل کرتے ہیں:

بیان کیا مجھ سے علیؓ نے اور فرمایا انھوں نے کہ بیان کیا ہم سے ابو صالحؒ نے اور فرمایا انھوں نے کہ بیان کیا مجھ سے معاویہؓ نے علی کا حوالہ دیتے ہوئے اور انھوں نے ابن عباس کا حوالہ دیتے ہوئے۔

(یہ حوالہ دیتے ہوئے میں نے عن فلاں عن فلاں کا مفہوم ادا کیا ہے۔)

AsliAhleSunnet.com

تخریج صلوۃ الرسول

یاد ش بخیر ۱۹۸۰ء میں دعوت و تعلیم کانفرنس کے موقع پر جامعہ سلفیہ نے اپنے ایک فارغ التحصیل اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے والے نوجوان فاضل ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی کی تصنیف "جہود مخلصۃ فی خدمۃ السنۃ المطہرۃ" شائع کی جو اپنے موضوع پر کسی ہندوستانی مصنف کی منفرد تصنیف ہے۔ تو مرکز دیوبند سے یہ آواز سننے میں آئی (بروایت ایک دوست مقیم دہلی) کہ دارالعلوم دیوبند سے مذکورہ کتاب کا جواب شائع کیا جائے گا، جواب کی یہ بات اس وقت زیادہ عام نہ ہو سکی۔ لیکن چند برسوں کے بعد مطبوعات دارالعلوم دیوبند کی فہرست میں ایک کتاب "ہندوستان میں علم حدیث" کے نام سے نظر آنے لگی میں نے ابھی اس کتاب کو پڑھا نہیں ہے کہ اس کے مندرجات پر کچھ کہہ سکوں، البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ معلوم نہیں دارالعلوم دیوبند کو جواب کی ضرورت کیوں پیش آئی، منہج کی حد تک جو کچھ ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے بالکل صحیح ہے، یعنی یہ کہ ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کے علماء کے علاوہ جن لوگوں نے حدیث پر کچھ کام کیا ہے وہ حدیث کی خدمت کم اور اپنے مسلک و موقف کی خدمت زیادہ ہے۔

ہندوستان میں علم حدیث پر تقسیم سے پہلے اور اس کے بعد ایک دو کام اور ہوئے ہیں جن کا مجھے علم ہے اور بعض کام میری نظر سے بھی گذرے ہیں، میں کسی موقع پر ان کا تعارف پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ فی الحال یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت اہل حدیث کے علماء نے حدیث پر جو کام کیا ہے اس کی نوعیت کئی لحاظ سے منفرد ہے۔ اور شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ان علماء ہی کا کام محدثین کے منہج اور ان کے مکتب فکر کا صحیح ترجمان ہے۔ کیونکہ انھوں نے حدیث کی سند اور متن پر کلام کے دوران اصول حدیث کی رعایت کی ہے اور ہر طرح کی بیجا تاویل و توجیہ سے دامن بچایا ہے، نیز پیشگی کوئی رائے قائم کرکے الفاظ حدیث کو اس کا پابند کرنے کی کوشش نہیں کی ہے اسی طرح کسی مسلک کی تائید میں کبھی ضعیف و غیر معتبر احادیث کا سہارا نہیں لیا ہے۔

علماء اہل حدیث نے کتب حدیث و رجال پر جو کام کیا ہے اس کا اکثر حصہ مطبوع ہے اس کام کا دیگر علماء

AsliAhleSunnet.com

کے کام سے اگر تقابل کیا جائے تو دونوں منہجوں کا فرق واضح طور پر محسوس ہوگا۔ اور ایک منصف شخص کو یہ اندازہ کرنے میں دشواری نہ ہوگی کہ کس طبقہ کا رجحان کیا ہے۔

اہل حدیث علماء کی علمی دیانت کا ایک مظہر وہ تصانیف بھی ہیں جن میں خود اسی مسلک کے بعض علماء کے کاموں پر نقد و جرح کی گئی ہے۔ اور ان کی کتابوں میں موجود احادیث پر تحقیقی انداز سے صحت یا ضعف کا حکم لگایا گیا ہے۔

اس سلسلے کا ایک وقیع کام مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ کی معروف تصنیف صلوٰۃ الرسول کی محقق اشاعت ہے جسے دارالاشاعت اشرفیہ ضلع قصور نے پہلی مرتبہ جنوری ۱۹۸۹ء میں شائع کیا ہے۔ اس اشاعت کی تحقیق و تخریج کا کام مدینہ یونیورسٹی کے ایک فاضل شیخ عبدالرؤف بن عبدالحنان بن حکیم محمد اشرف سندھو نے انجام دیا ہے۔ نوجوان محقق نے ۱۳۵ مآخذ کے حوالہ سے صلوٰۃ الرسول کی بڑے سائز کے ۵۶۶ صفحات کی اشاعت کو بیحد مفید و معتبر بنا دیا ہے۔ شروع میں تقریباً چالیس صفحات کے اپنے مقدمہ میں فاضل محقق نے سبب تخریج پر روشنی ڈالی ہے' اور تخریج میں تفصیل و اطناب سے کام لینے کی توجیہ کی ہے۔ پھر ان خامیوں کی جانب اشارہ کیا ہے جو صلوٰۃ الرسول میں رہ گئی تھیں۔ اسی طرح ضعیف احادیث کی بھی نشاندہی کی ہے۔ محقق نے بعض فنی نقائص کی جانب بھی اشارہ کیا ہے جن کا ارتکاب احادیث کو نقل کرنے کے سلسلے میں تسامحاً ہو گیا ہے۔ تخریج کے فوائد پر گفتگو کرتے ہوئے محقق نے کل پانچ فوائد کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد حدیث کے معاملہ میں چھان بین کی ضرورت اور صحابہ وائمۂ دین کی حدیث قبول کرنے میں احتیاط کا ذکر ہے۔ پھر ضعیف حدیث کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے کہ اس کے ضعف کی نشاندہی ضروری ہے۔ اور کسی بھی ضعیف حدیث کے سلسلہ میں بصیغۂ جزم یہ کہنا درست نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔

حاصل کلام بیان کرتے ہوئے محقق نے بیحد مفید بات لکھی ہے: "یہ وہ مسائل ہیں جن کا اہتمام کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اور کوئی ان کا اہتمام کرے یا نہ کرے مگر ہمیں اہلحدیث ہونے کے ناتے ان مسائل میں تساہل نہیں کرنا چاہیئے۔ یہی وہ مسائل ہیں جن کو نظر انداز کر دینے یا ان میں تساہل برتنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی ضعیف احادیث رواج پا گئیں۔ بات صرف ضعیف روایات کے پھیلنے تک ہی محدود نہیں رہی۔ بلکہ ضعیف احادیث کی وجہ سے بعض صحیح احادیث متروک و مہجور ہو کر رہ گئیں۔

فاضل محقق کا یہ پہلا بڑا علمی کام ہے۔ وہ جماعت کے معروف عالم مولانا حکیم محمد اشرف سندھو کے پوتے

AsliAhleSunnet.com

ہیں. جنھوں نے پوری زندگی دعوت عمل بالکتاب والسنہ کی خدمت کی اور اپنی متعدد اہم تصانیف کے ذریعہ حق مسلک کو مبرہن کیا۔ ان تصانیف میں ایک شیخ الکل میاں سید نذیر حسین کی سوانح کے موضوع پر اور ایک مقیاس حنفیت کا جواب مقیاس حقیقت اور ایک تاریخ التقلید ہے جن کا موضوع اور اہمیت نام سے ظاہر ہے ہمیں یقین ہے کہ فاضل محقق نے جد امجدؒ کے مشن کی تکمیل ہی کے لئے تحقیقی کام کا آغاز فن حدیث سے کیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی اسی نوعیت کے علمی کارنامے انجام دیں گے۔ بڑی مسرت ہوتی ہے جب کوئی عالم حدیث کی خدمت کے لئے بے لوث و بے عصبیت کھڑا ہوتا ہے۔ اور کسی بھی غیر علمی و غیر تحقیقی پہلو کی رعایت کو ذہن میں نہیں لاتا اسی طرح کے کام کو دوام ملتا ہے۔ اور اسی کی آج ضرورت ہے۔ اپنے اپنے مقصد اور اپنے اپنے رجحان و مفاد کیلئے قلم کو بہت موڑا اور گھسیٹا جاتا رہا ہے۔ اب کچھ مثالیں ایسی بھی سامنے آئیں جن سے علمی رجحان کی نمائندگی ہو۔ اور یہ پتہ چلے کہ قلمکار کا مقصد علم کی خدمت اور مسئلہ کی تحقیق ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ صلوۃ الرسول کے محقق ایڈیشن کو قبول عام عطا فرمائے۔ اور مولف و محقق کو اجر جزیل سے نوازے۔ اِنّہ سمیعٌ قریب.

(مقتدیٰ حسن ازہری)

AsliAhleSunnet.com

لفظ مکہ کے متعلق ایک اہم اعلان

حضرت مولانا محمد مسعود شمیم، مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

مکہ معظمہ مسلمانانِ عالم کے نزدیک مقدس ترین اور بابرکت مقام ہے۔ عرصہ سے اہل جمعیت اور دینی و اسلامی درد رکھنے والے باخبر مسلمانوں کے لئے یہ امر بے حد فکر و پریشانی اور قلبی اذیت کا باعث تھا کہ لندن وغیرہ شہروں میں لفظ مکہ کو ایسی جگہوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا جو فسق و فجور اور فحاشی و بدکرداری کے اڈے تھے۔ اس کے علاوہ انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، ترکی اور لاطینی زبانوں میں بھی "مکہ" کو ہر زبان و ملک والے اپنے اپنے طریقے پر مختلف انداز و حروف میں لکھتے تھے۔ جو اس مبارک نام اور مقدس مقام کے منافی تھا اور اصلی تلفظ ہی بدل کر رہ گیا۔ ہند و پاک وغیرہ میں مکہ مکرمہ کو "MECCA" لکھا جاتا تھا جو اب منسوخ ہو گیا ہے۔ حکومتِ سعودیہ نے اس کا اعلان کیا ہے کہ اب لفظ "مکہ" کی سپلنگ بلا فرق و امتیاز دنیا کی تمام زبانوں میں "MAKKAH" لکھی جائے گا۔

سعودی حکومت کی وزارتِ اطلاعات و نشریات، وزارتِ خارجہ اور رابطہ عالم اسلامی نے اپنے اپنے ذریعے عالمی طور پر اس کا اعلان کیا ہے

ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے علاقوں میں ہر زبان کے اخبارات میں تصحیح کو شائع کریں اور خود بھی خط و کتابت میں پتہ لکھتے وقت مکہ معظمہ کی جدید انگریزی سپلنگ MAKKAH لکھیں جو تلفظ کے لحاظ سے بالکل درست ہے۔ یہ تاریخی معلومات بھی اہم ہیں کہ اب سے تقریباً ۵ ۶ سال قبل جینوا میں جو عالمی جغرافیائی کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں بھی لفظ "مکہ" کی یہی سپلنگ قرار دی گئی تھی

اب تمام پڑھے لکھے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بھی اس کو عام کریں۔ مرسلہ ٹی عبد الجلیل بنگلور

AsliAhleSunnet.com

آہ! زہرا بتولؒ

اولاد و اعزّہ کی جدائی کے سانحہ سے ہر فرد بشر دوچار ہوتا ہے۔ اور اس تلخ گھونٹ کو اسے حلق سے اتارنا پڑتا ہے۔ جنھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کی توفیق مل جاتی ہے ان کی روح زیادہ سکون پاتی ہے۔ اور جو لوگ صبر نہیں کر پاتے ان کا رنج و کرب زیادہ دیر پا ہو جاتا ہے۔ اور آخرت میں بھی ثواب کی امید نہیں رہتی، صبر کی اسلام میں جو اہمیت ہے اس کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر مصیبت میں صبر کی توفیق بخشے۔

مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۸۹ء کو میری بڑی لڑکی زہرا بتولؒ طویل علالت کے بعد اللہ کو پیاری ہو گئی اس کی شادی عزیزی وصی اللہ فیصل اعظمی (فاضل جامعہ ازہر) کے ساتھ دو سال قبل ہوئی تھی۔ شادی کے بعد ہی سے بیماری کا جو سلسلہ شروع ہوا اس کا اختتام موت سے ہوا۔

زہرا بتول نے ہائی اسکول سے ایم۔ اے تک کی تعلیم بنارس میں حاصل کی تھی، بنارس ہندو یونیورسٹی میں بی۔ اے اور ایم۔ اے کے امتحان میں اس کے نتائج بڑے مسرت افزا رہے۔ اس نے نقاب کی پابندی کرتے ہوئے یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کی تھی۔ اس سلسلہ میں ماحول کی اجنبیت اور اپنی دشواری کا کبھی کبھی تذکرہ کرتی تھی جس سے گھر والوں کو بھی دکھ ہوتا تھا۔

یونیورسٹی سے فراغت کے بعد اس نے جامعہ رحمانیہ کے شعبۂ بنات میں تدریس کا کام شروع کیا، اور ۱۹۸۷ء تک اسی ادارہ سے وابستہ رہی۔ اسی کی نگرانی میں ادارہ کا پرائمری شعبہ ہائی اسکول تک پہنچا اور اب بھی خدمت میں مصروف ہے۔

کم سخنی اور سلامتی طبع مرحومہ کا نمایاں وصف تھا، پیچیدہ اور مشکل مسائل میں بھی جھلاہٹ اور بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتی تھی۔ بیماری کے ایام میں یہ اوصاف زیادہ نمایاں طور پر محسوس کئے جاتے تھے

AsliAhleSunnet.com

میں نے معلمی کا پیشہ اختیار کیا تھا تو میری خواہش تھی کہ یہ لڑکی بھی اسی راہ میں علم وادب کی خدمت سے وابستہ رہے لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ یہ سلسلہ زیادہ دنوں قائم رہے۔

تدریس کی پوری مدت میں مرحومہ اپنی محنت ولگن کی وجہ سے طالبات کے درمیان عزت وتوقیر کی نظر سے دیکھی گئی، محنت واخلاص کا اعتراف انتظامیہ نے بھی کیا۔ تدریسی محنت کے بعض ثمرات اسے اپنی زندگی ہی میں دیکھنے کو مل گئے۔ چنانچہ ادارہ سے فراغت حاصل کرنے والی بعض ذہین طالبات نے مرحومہ کی زندگی ہی میں تدریس کی ذمہ داری سنبھال لی تھی۔

مرحومہ کی بیماری کے دوران مجھے جن اعزہ، بزرگوں اور احباب کی ہمدردی وتعاون حاصل رہا ان سب کا تہہ دل سے شکرگذار ہوں، اور وفات کے بعد جن مخلصین نے زبانی یا خطوط کے ذریعہ تعزیت پیش کی اور صبر کی تلقین کی ان کا بھی ممنون ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو خیروعافیت سے نوازے، ہر طرح کی الجھن و پریشانی سے محفوظ رکھے۔ اور مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے آمین۔

غمزدہ: مقتدیٰ حسن ازہری

AsliAhleSunnet.com

شعبۂ تجوید و قرأت

ہمیں بیحد مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے اس سال جامعہ سلفیہ میں تجوید و قرأت کا شعبہ قائم ہوگیا ہے۔ جس میں اس فن کی باقاعدہ دو سال تک تعلیم دینے کے بعد سند دی جائے گی۔ اس شعبہ کے لئے دو مستند اور مخلص اساتذہ کی خدمات حاصل کی جاچکی ہیں۔ مذکورہ بالا شعبہ میں تجوید کی تعلیم کے خواہشمند حضرات سے گذارش ہے کہ وہ پہلی فرصت میں جامعہ سے رابطہ قائم کریں۔ واضح رہے کہ شعبہ میں داخلہ کی منظوری کے بعد نصاب کی تکمیل ضروری ہوگی۔

پتہ

دفتر جامعہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، بنارس، ۲۲۱۰۱۰

AsliAhleSunnet.com

JUNE 1989 Vol. VII - No. VI

MOHADDIS

THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE

مطبوعات جامعہ سلفیہ

حجیت حدیث

تالیف

علامہ محمد ناصر الدین البانی

علامہ محمد اسماعیل رح (گوجرانوالہ)

قیمت ۰۰/ Rs. 35

مکتبہ سلفیہ ، ریوڑی تالاب ، وارانسی

Published by: Abdul Auwal Ansari, on behalf of Darut-Taleef Wat-Tarjama and Printed at Salafia Press, B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi and Published at B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi. Editted by : A.W.H.

AsliAhleSunnet.com